تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم | ۱۱ تا ۱۷ جون ۱۹۹۸ء | مدیر : حافظ عاکف سعید

”اہل کفر اور اہل ایمان کے تصورات کے مابین فرق“

اسلامی عقیدہ رکھنے والا شخص اللہ کی سنت اور اُس کے قوانین سے آگاہ ہوتا ہے' مشیت الٰہی سے باخبر اور اللہ کی قضا و قدر پر مطمئن ہوتا ہے۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دی ہے اور یہ کہ جو مصیبت اسے پہنچی' وہ لامحالہ اسے پہنچنا تھی' ناممکن تھا کہ نہ پہنچے اور جو مصیبت اسے نہیں پہنچی' وہ اسے پہنچ نہ سکتی تھی۔ اس لئے وہ مصیبت کے آنے پر جزع فزع نہیں کرتا اور راحت و خوشحالی سے ہمکنار ہونے پر اتراتا نہیں۔ دونوں صورتوں میں اُس کا دل اڑا اڑا نہیں پھرتا۔ اسے کسی امر کے وقوع پذیر ہو جانے اور کسی معاملہ کے ختم ہو جانے کے بعد اس بات کی حسرت نہیں ہوئی کہ اُس نے یہ کام کیوں نہیں کیا کہ وہ اس مصیبت سے بچ جاتا اور اُسے یہ منفعت حاصل ہو جاتی۔ وہ جانتا ہے کہ منصوبہ' تدبیر' رائے اور مشورے کا موقع و محل اقدام اور عمل سے قبل ہے لیکن جب وہ اپنے علم اور اللہ کے امر و نہی کی حدود میں رہتے ہوئے منصوبہ بنانے اور تدابیر اختیار کرنے کے بعد حرکت و عمل میں لگ جاتا ہے تو پھر جس طرح کے نتائج بھی اس کے سامنے آتے ہیں' انہیں وہ طمانیت اور رضا و خوشی کے ساتھ سر تسلیم خم کر کے قبول کر لیتا ہے —— اُسے یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوا' وہ اللہ کی قضا و قدر' اس کی تدبیر اور اس کی حکمت کے مطابق وقوع پذیر ہوا اور اُس کا —— (جیسا کہ وہ واقع ہوا) —— وقوع پذیر ہونا ناگزیر تھا' خواہ وہ کتنے ہی اسباب فراہم کرتا۔ یہ ہے عمل اور تسلیم و رضا اور ایجابی اقدام اور توکل کے درمیان توازن! اسی سے انسان راہ راست پر گامزن ہوتا ہے اور قلب و ضمیر کو راحت ملتی تھی۔ لیکن جس شخص کا دل اللہ کے سلسلے میں اس صحیح عقیدے سے خالی ہو' وہ ہمیشہ اڑا اڑا پھرے گا' وہ ہمیشہ اضطراب و بے چینی کا شکار رہے گا اور وہ ہمیشہ ”اگر ایسا ہوتا' اگر ایسا نہ ہوتا' اے کاش اور ہائے افسوس کرتا رہے گا!

(اقتباس از : ”فی ظلال القرآن“ مولف : سید قطب شہیدؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

خدارا! اس سنہری موقع کو ضائع نہ کیجئے

مسلمانانِ پاکستان کے لئے یہ مقام شکر ہے کہ عالمی طاقتوں اور امریکہ کی شدید مخالفت اور سخت دباؤ کے باوجود بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں پاکستان پے بہ پے چھ کامیاب ایٹمی تجربات کر کے بھرپور ایٹمی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے سرخرو رہا اور اس طرح علاقے میں طاقت کا وہ توازن از سرِ نو قائم ہو گیا جو بھارتی ایٹمی دھماکوں کے نتیجے میں شدید طور پر بگڑ گیا تھا۔

اس جرأت مندانہ اقدام پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانانِ پاکستان بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جن کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ ہم ہر قسم کی معاشی پابندیوں کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے' فاقہ کشی کے لئے تیار رہیں گے' ضرورت پڑنے پر اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیں گے لیکن ایٹمی دھماکہ ضرور کریں گے ــــ درحقیقت یہی وہ عوامی فیصلہ تھا جس سے تقویت پا کر میاں نواز شریف نے امریکی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کا فیصلہ کیا۔

لیکن سب سے بڑھ کر اللہ کا شکر ہم پر واجب ہے کہ جس نے ہمارے لئے حالات ایسے موافق اور سازگار بنا دیئے کہ ایٹمی دھماکہ کرنا' جسے پوری دنیا "اسلامی بم" کے نام سے جانتی ہے' ہمارے لئے نہ صرف آسان ہو گیا بلکہ ہماری مجبوری بن گیا۔ ۱۱ مئی سے پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاکستان اگلے بیس دن کے اندر اندر ایٹمی تجربہ کر کے ایٹمی طاقتوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ واجپائی کا جارحانہ فیصلہ خود اس کے گلے کا طوق ثابت ہوا اور بھارتی متعصب ہندو جو اپنے کامیاب ایٹمی تجربات پر ۲۷ مئی تک خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے اور پاکستان کو نگل جانے کے خواب دیکھ رہے تھے' ۲۸ مئی کو پاکستان کے کامیاب ایٹمی دھماکوں کی خبر نے ان کے ہوش اڑا دیئے۔ امریکی صدر نے پاکستان کو ایٹمی تجربے سے باز رکھنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا لیکن حالات بتدریج اس انتہا تک پہنچ چکے تھے کہ پاکستان کیلئے ہر بیرونی دباؤ کو مسترد کر کے ایٹمی دھماکہ کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا ــ یوں اللہ کی خصوصی تائید سے ہم ایٹمی تجربہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پاکستان کے ایٹمی طاقت بن جانے پر جہاں پوری مغربی دنیا اور اسلام دشمن طاقتوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی' وہاں پورے عالم اسلام میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور پاکستان کو مسلم ورلڈ میں ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہو گیا۔

جیسا کہ اس سے قبل بھی انہی سطور میں عرض کیا جا چکا ہے' ہمارے نزدیک اس معاملے کا سب سے زیادہ خوش آئند پہلو یہ ہے کہ ہم نے بحیثیت قوم اپنی پچاس سالہ تاریخ میں پہلی بار عالمی طاقتوں اور بالخصوص امریکہ کے شدید ترین دباؤ کو مسترد کر کے ایک زندہ' آزاد اور بالغ نظر قوم ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے اور اس طرح بحمد اللہ مملکت خداداد پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے قیام کی راہ ہموار ہو گئی ہے اور ہمارے لئے موقع ہے کہ ہم پچھلے پچاس سالوں سے اللہ سے جس بدعہدی کے مرتکب ہو رہے ہیں اس کی تلافی کا سامان کر سکیں۔ اس لئے کہ اس معاملے میں امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کی مخالفت اس راہ کی بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ ایٹمی دھماکے کے ضمن میں امریکی دباؤ کو مسترد کر کے ہمارے لئے نفاذ شریعت کے ضمن میں بھی بیرونی دباؤ کو مسترد کرنا آسان ہو گیا ہے۔

ویسے بھی ایٹمی دھماکہ کرنے کے "جرم" میں پاکستان پر جو معاشی پابندیاں عائد ہونے والی ہیں اور جس نوع کے سخت ترین حالات سے ہمیں سابقہ پیش آنا ہے' ان میں ہمیں اللہ کی مدد اور سہارے کی شدید ضرورت ہو گی' اس لئے کہ مسلمان کا ایمان ہے کہ ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

اور اللہ کی مدد کے حصول کا واحد اور یقینی راستہ یہی ہے کہ ہم اس کے دین کی سربلندی اور شریعت کے نفاذ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

اِس وقت پوری قوم کے اندر ایک جذبہ موجزن ہے۔ پوری قوم مشکل حالات کا سامنا کرنے اور ہر بیرونی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ گویا شریعت کے نفاذ اور دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے قیام کے لئے حالات نہایت سازگار ہیں۔ اس سنہری موقع کو ضائع کرنا نہایت سنگین اور ناقابل تلافی جرم ہو گا ــــ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام دینی جماعتیں' خواہ سیاسی ہوں یا غیر سیاسی' اور مقتدر علماء اپنے باہمی اختلافات کو بھلا کر اور اپنے دیگر مطالبات کو موخر کرتے ہوئے' یک آہنگ حکومت وقت سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ مزید کوئی وقت ضائع بغیر یہ "خالص دینی دھماکہ" بھی کر ڈالے۔ یعنی :

(i) سودی نظام کا خاتمہ کر کے اللہ اور رسولؐ کے خلاف جاری جنگ فی الفور بند کی جائے۔

(ii) دستورِ پاکستان میں قرآن و سنت کی مکمل اور غیر مشروط بالادستی تسلیم کروانے کے لئے ضروری ترامیم کی جائیں۔

اس کے نتیجے میں یقینی طور پر اللہ کی رحمت اور نصرت ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور کوئی بڑی سے بڑی دنیاوی طاقت بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گی ــــ یہی نہیں بلکہ نفاذ شریعت کی برکت سے معاشی ترقی اور خوشحالی کے دروازے بھی کھل جائیں گے اور وعدۂ الٰہی کے مطابق آسمان سے بھی برکات کا نزول ہو گا اور زمین بھی اپنے خزانے اُگل دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری قیادت کو اس دینی دھماکے کی توفیق عطا فرمائے۔

میاں نواز شریف صاحب اگر اس مغالطے کا شکار ہیں کہ وہ اللہ کی نصرت و حمایت حاصل کئے بغیر ملک کی کشتی کو گرداب سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو انہیں اس غلط فہمی کو اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے ــــ قوم کے اندر ایٹمی دھماکوں کے بعد پیدا ہونے والا جوش جذبہ گزشتہ دس دنوں کے اندر خاصا ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔ نئے حالات میں قوم کو انقلابی پیکج دینے کا وعدہ انہوں نے اپنی ۲۸ مئی کی تقریر میں کیا تھا۔ اس میں مزید تاخیر سنگین نتائج کی حامل ہو گی۔ آنے والے بجٹ کا "خوف" پوری قوم پر مسلط ہے۔ بجٹ کے بعد کے حالات کے بارے میں متوقع خدشات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم پوری دیانت اور نصح و خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ میاں نواز شریف صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مجوزہ "دینی دھماکہ" کرنے میں ہی پوری قوم کی اور خود ان کی خیر خواہی مضمر ہے۔ بصورت دیگر ع "حذر اے چیرہ دستاں' سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

پاکستان کے ایٹمی دھماکے قوم کے لئے ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لئے مسرت کا پیغام ثابت ہوئے

ایرانی وزیر خارجہ کا یہ بیان نہایت خوش آئند ہے کہ پاکستان اپنی ضروریات کے لئے جتنا چاہے ہم سے تیل ادھار لے سکتا ہے

پاکستان کے ساتھ یگانگت پر مبنی ملا عمر کے حالیہ بیان کے بعد پاکستان اور افغانستان کو فی الفور باہمی دفاعی معاہدہ کر لینا چاہئے

نفاذ شریعت کے لئے تمام مذہبی سیاسی جماعتوں اور نمائندہ علماء کا ایک ملک گیر کنونشن منعقد کیا جائے

قاضی حسین احمد سے میری درخواست ہے کہ وہ مجوزہ کنونشن کے داعی اور کنوینر بنیں

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حصول کے لئے شریعت کا نفاذ ناگزیر ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح میں ۵ جون ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا‘ تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

پاکستان کے ایٹمی دھماکے پوری قوم کے لئے ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لئے مسرت کا پیغام لائے جس کے بارے میں پچھلے ہفتہ اپنے خطاب جمعہ میں اپنی گزارشات میں نے تفصیل سے آپ کے سامنے رکھی تھیں‘ جبکہ اِس ہفتے کے دوران کچھ اور مسرت بخش اور دل خوش کن باتیں سامنے آئی ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ طویل عرصے سے ملکی حالات کے حوالے سے مایوسیوں کے اندھیارے اور مختلف النوع "فرسٹریشن" ہمارے سامنے آتی رہی ہیں مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قومی سطح پر موسم بدل رہا ہے۔

سب سے پہلی بات جو میرے نزدیک بڑی اہمیت کی حامل‘ دل خوش کن اور فرحت بخش ہے وہ یہ ہے کہ اس ہفتے کے دوران تقریباً تمام مذہبی اور دینی جماعتوں کی طرف سے نفاذِ شریعت کا مطالبہ سامنے آچکا ہے اور اس کے لئے وہ لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قبل ازیں خود میں نے ایٹمی دھماکے کے فوراً بعد اخباری اشتہارات میں میاں نواز شریف سے مطالبہ کرتے ہوئے استعمال کیا تھا یعنی نفاذِ شریعت کا اعلان کر کے "دینی دھماکہ" کیا جائے۔ دستوری منافقت کا خاتمہ کیا جائے۔ منافق اگرچہ قانونی اعتبار سے تو مسلمان ہوتا ہے مگر باطنی اعتبار سے وہ کافر ہوتا ہے۔ یہی معاملہ ملکی دستور کا بھی ہے۔ اس لئے کہ اس میں پورے کا پورا اسلام ہے لیکن اس میں ایسے چور دروازے بھی موجود ہیں کہ پورا کفر بھی موجود ہے۔ دستور کو منافقت سے پاک کرنے کے لئے "تکمیل دستور خلافت" کا مطالبہ تو تنظیم اسلامی نے ایک مہم کی صورت میں گزشتہ سال اٹھایا تھا‘ اس کے لئے تشہیری مہم چلائی گئی‘ لاکھوں کی تعداد میں پوسٹ کارڈز اور ٹیلی گرام وزیر اعظم اور قومی اسمبلی کے سپیکر کے نام بھجوائے گئے‘ جلسے اور مظاہرے کئے گئے‘ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے اس ضمن میں ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

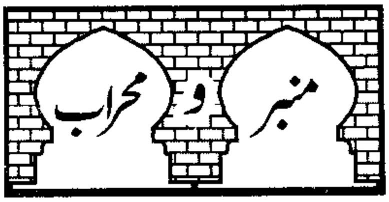

نفاذِ شریعت پر مبنی دینی جماعتوں کا مطالبہ اگرچہ اپنی جگہ بڑی خوش آئند بات ہے مگر اس کا ایک پہلو قابل توجہ ہے وہ یہ کہ نفاذِ شریعت کی اصطلاح بڑی مبہم اور مجمل ہے۔ "مبہم" اس پہلو سے کہ یہ بات اکثر لوگوں پر واضح نہیں ہے کہ نفاذِ شریعت سے مراد کیا ہے؟ اور "مجمل" اس اعتبار سے کہ اس کے نفاذ کا طریقۂ کار کیا ہو گا؟ میری گفتگو آج اسی موضوع پر ہو گی۔

ہمارے ہاں بہت سے نیک اور سادہ دل لوگوں خصوصاً مساجد کے ائمہ و خطیب اور واعظ حضرات کا دینی فہم بالعموم سطحی قسم کا ہوتا ہے (اگرچہ بڑے شہروں میں ایسا نہیں ہے اور وہاں جید علماء بھی موجود ہیں) ایسے لوگوں کی اکثریت کے خیال میں تو فقہ حنفی مدون و مرتب شکل میں موجود ہے‘ حکومت کا کام صرف اتنا ہے کہ اُسے جوں کا توں نافذ کر دے۔ میری رائے میں نفاذِ شریعت کا معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا کہ اُسے خیال کیا جاتا ہے۔ ایک شکل تو وہ ہے جو ہمارے پڑوسی ملک افغانستان نے اختیار کی ہے‘ وہ یہ کہ مجسٹریٹ‘ قاضی اور جج حضرات کو فقہ حنفی کے مطابق تمام فیصلہ جات کرنے کا پابند کر دیا گیا ہے۔ مارچ کے اواخر میں تنظیم اسلامی کے وفد نے افغانستان کا دورہ کیا تھا۔ وہاں وفد نے افغانستان کے چیف جسٹس صاحب سے بھی ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات سے یہ بات سامنے آئی کہ ان لوگوں کے نزدیک فقہ حنفی کامل و خود مکتفی ہے۔ نئے مسائل کے لئے فقہ حنفی میں اصول و ضوابط یا اشارات موجود ہیں۔ گویا اجتہاد تو بہرحال کرنا پڑے گا‘ اس لئے کہ نئے جدید مسائل کا حل تو بہرحال فقہ حنفی میں مدون شکل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اجتہاد کا طریق کار کیا ہو گا؟ کیا ہر جج اور قاضی اپنی ذاتی رائے کے مطابق اجتہاد کر کے اس کے مطابق فیصلہ صادر کر دے گا؟ مجتہدین کے مابین اختلاف رائے کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔ امام ابو حنیفہ‘ امام شافعی‘ امام مالک کے مابین مسائل کے حل کے ضمن میں اختلاف موجود تھا۔ خود امام ابو حنیفہ سے اُن کے شاگردوں نے اختلاف ہے۔ افغانستان میں فقہ حنفی کی بنیاد پر نظام اس لئے چل رہا ہے کہ وہاں کا معاشرہ ابھی بہت زیادہ ترقی یافتہ نہیں ہے۔ وہاں زیادہ تر قبائلی معاشرہ ہے‘ اس لئے وہاں معاملات ابھی چل رہے ہیں مگر یہ صورتحال زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکے گی!

افغانستان ہی کی طرح ماضی میں اس طرح کی کیفیت ہمارے ملک میں بھی پیدا ہو گئی تھی جب ضیاء الحق مرحوم کے دور میں مولانا سمیع الحق نے نفاذِ شریعت کا مطالبہ کیا تھا۔ پہلے پرائیویٹ شریعت بل پیش کیا گیا‘ پھر اُس بل نے نفاذِ شریعت آرڈیننس کا روپ دھار لیا۔ اس مطالبہ کی منظوری کے لئے "متحدہ شریعت محاذ" قائم ہوا جس میں تنظیم اسلامی بھی شامل تھی۔ "متحدہ شریعت محاذ" کے اس مطالبہ کی وجہ سے ملک میں خاصی گہما گہمی بھی پیدا ہو گئی تھی.... چنانچہ اس وقت بھی ابتدا میں یہ خیال تھا کہ مجسٹریٹ حضرات اور جج صاحبان کو پابند کر دیا جائے کہ وہ شریعت کے مطابق اپنی صوابدید کے تحت فیصلے کریں۔

ایک تجویز یہ سامنے آئی کہ مجسٹریٹ اور جج صاحبان کی معاونت کے لئے علماء اور قاضی حضرات کو مقرر کر دیا جائے جو شریعت کی تنفیذ میں ان حضرات کی رہنمائی کریں۔ میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ اس طریقے سے ممکن ہے بہت سے مفتی حضرات کا معاشی مسئلہ تو حل ہو جائے گا مگر ملک کا نظام نہیں چل سکے گا اس لئے کہ اس طرح کی سوچ عہد حاضر کی ترقی یافتہ اور متمدن اسلامی ریاست کے قیام کے لئے زیادہ مفید اور قابل عمل ثابت نہیں ہو سکتی۔ ملک کو عہد حاضر کی جدید اسلامی ریاست بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً پورے ملک کا قانون "codified" شکل میں موجود ہو جیسا کہ اس وقت ہے۔ ثانیاً پورے ملک میں یکسانی اور ہم رنگی ہونی چاہئے' مجسٹریٹ اور قاضی کو اجتہاد کی اجازت نہیں دی جا سکتی' اس معاملے کو افراد کی ذاتی رائے پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔

ضیاء الحق مرحوم کے دور میں پہلے صوبائی سطح پر شریعت کورٹس کے قیام کی تجویز سامنے آئی تھی مگر آخر کار وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں آیا اور سپریم کورٹ کی سطح پر "شریعت اپیلیٹ بینچ" قائم کر دیا گیا۔ اُس وقت پیش نظر یہ تھا کہ ملک کے کسی شہری کی رائے میں یا خود شرعی عدالت کے نزدیک اگر کوئی ملکی قانون کلی یا جزوی طور پر خلاف شریعت ہو تو عدالت اس کے بارے میں تفصیلی بحث کے بعد اپنا فیصلہ صادر کر دے کہ فلاں قانون یا اُس کا فلاں حصہ خلاف شریعت ہے۔ اگر وہ معاملہ مرکزی حکومت سے متعلق ہو گا تو پارلیمنٹ متعین مدت کے اندر قانون سازی کے ذریعے متبادل قانون نافذ کر دے گی اور اگر معاملہ صوبائی سطح کا ہو گا تو صوبائی اسمبلی میں اسی طرح کا طریق کار اختیار کر لیا جائے گا۔ میرے نزدیک بحالات موجودہ وفاقی شرعی عدالت کا طریقہ موزوں اور بہترین ہے۔ اس لئے کہ اس میں تدریجاً اسلامائزیشن کا عمل مکمل ہو گا۔ جو قانون بھی خلاف شریعت قرار پائے گا اُس کی جگہ بتدریج متبادل قانون سازی ہوتی چلی جائے گی چنانچہ اس طریقہ کار سے خود بخود "codification" ہوتی چلی جائے گی۔ اِس وقت بھی ملک کا سول اور فوجداری قانون "codified" شکل میں موجود ہے۔ اِس قانون کے حوالے سے بات ہو گی کہ اس کی فلاں فلاں دفعہ یا اس کی فلاں شق خلاف شریعت ہے' لہٰذا اسے بدل دیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت میں اختیار کردہ طریق کار بہترین ہے جس کا کریڈٹ بجا طور پر ضیاء الحق مرحوم کو جاتا ہے۔ خود دورِ نبویؐ میں بھی نفاذِ شریعت کا مرحلہ تدریجاً پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔ پہلے تیرہ سالہ مکی دور میں آپؐ کے پاس اختیار و اقتدار نہیں تھا بلکہ آپؐ ایک داعی کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے جبکہ مدینہ منورہ میں جیسے جیسے آپؐ کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع اور مضبوط تر ہوتا گیا' اسی نسبت سے تمدنی اور معاشرتی احکامات کا نزول ہوتا رہا۔ گویا مدینہ کی کامل اسلامی ریاست بھی تدریجاً تکمیل پذیر ہوئی' میرے نزدیک فتح مکہ کے بعد مکمل اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔

تیسری اہم ترین بات حکمت تشریع سے متعلق ہے۔ شرعی احکام کا کیسے اور کن حالات میں نزول و اجراء ہوا۔ جزیرہ نمائے عرب میں پہلے سے ایک معاشرہ موجود تھا' اس معاشرے میں جو قوانین' رسومات اور روایات بالکل غلط تھیں' انہیں نکال دیا گیا' جس صحیح چیز کا فقدان تھا وہ اُن میں شامل کر دی گئی۔ یعنی انہی چیزوں میں سے جو معاشرے میں مروج تھیں جمع و تفریق کا عمل ہوا' جیسے "اوڑھنی" عورت کے لباس کا پہلے سے حصہ تھی' اسلام نے اُس میں صرف یہ اضافہ کیا کہ مسلمان خواتین اپنی اوڑھنیوں کا "بکل" اپنے سینوں پر بھی مار لیا کریں۔ اسی طریقہ سے "جلباب" یعنی بڑی چادر کا رواج بھی موجود تھا جو شریف گھرانے کی عورتیں باہر نکلتے وقت اپنے اوپر اوڑھ لیتی تھیں۔ اسلام نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ مسلمان خواتین اپنے چہرے کو بھی اس چادر سے ڈھانپ لیا کریں۔ گویا معاشرے میں جو چیزیں درست اور شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ تھیں انہیں برقرار رکھا گیا اور جو چیزیں شریعت کے مزاج سے متصادم تھیں' ان چیزوں کی اصلاح کر دی گئی۔ بالکل عرب معاشرے کی طرح ہمارے یہاں بھی ایسا نہیں ہے کہ ملک کے قوانین کی اکثریت غیر اسلامی ہو بلکہ بہت سے قوانین "مباحات" کے دائرے میں آتے ہیں۔ چنانچہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں میں رائج الوقت قوانین کے غیر اسلامی حصوں ہی کو خلاف شریعت قرار دے کر کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت' قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں باہم مل کر ملکی قوانین کو تدریجاً اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کا عمل انجام دیں' جس کے نتیجے میں خود بخود "codification" بھی ہوتی چلی جائے گی اور تنفیذ کا عمل بھی جاری رہے گا۔

اسلام آزادی اور پابندی کا حسین امتزاج ہے۔ حدیث نبویؐ کے مطابق مسلمان کی مثال کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی سی ہے جسے رسی کی لمبائی کے بقدر آزادی بھی حاصل ہے اور وہ پابند بھی ہے۔ گویا ایک مسلمان انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے آزاد بھی ہے اور پابند بھی۔ چنانچہ ایک اسلامی ریاست میں قانون سازی اللہ اور اس کے رسولؐ کے معین کردہ حدود کے اندر اندر ہی ہو سکتی ہے۔ ضیاء الحق مرحوم نے نفاذِ شریعت کے لئے وفاقی شرعی عدالت قائم کر کے صحیح طریق کار تو اختیار کیا مگر اس پر پابندیاں لگا کر اسے غیر موثر کر دیا۔ ملک کا دستور' عدالتی قوانین' ضابطہ دیوانی و ضابطہ فوجداری' عائلی قوانین اور مالیاتی قوانین بھی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر کر دیئے گئے۔ شرعی عدالت پر عائد پابندیوں کے باعث یہ ادارہ اپنا کردار ادا نہیں کر سکا۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک جانب تو وفاقی شرعی عدالت پر عائد پابندیاں ختم کر کے اسے موثر بنایا جائے تاکہ نفاذِ شریعت کے کام میں پیش رفت ہو سکے۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپلیٹ بینچ کو "Activate" کیا جائے۔ ہم نے پوری دنیا کو اپنے ایٹمی دھماکوں کے ذریعے چیلنج کر دیا ہے' اس مخالفت کا سامنا کرنے کے لئے ہمیں اللہ کی تائید و نصرت کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دین کو کامل و اکمل حیثیت سے اپنانا پڑے گا۔ اس کے لئے دستور کی تطہیر کر کے اس میں موجود غیر اسلامی دفعات کا خاتمہ کرنا اور اِسے مکمل طور پر "پاک اسلامی دستور" بنانا ضروری ہے۔

اس ضمن میں ایک عملی تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اپنی اس تجویز سے پہلے مناسب ہو گا کہ میں اپنی بات کا پس منظر بھی بیان کرتا چلوں اس بات کا کریڈٹ مولانا مودودیؒ کو جاتا ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان کے آغاز ہی میں ملک کے دستور کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی طرف توجہ دی۔ انہوں نے بروقت "مطالبہ دستور اسلامی" بلند کیا۔ اس وقت تک جماعت اسلامی ابھی تک کشاکش اقتدار میں حریف کی حیثیت سے شامل نہیں ہوئی تھی لہٰذا نفاذِ اسلام کا مسئلہ "پارٹی ایشو" بھی نہیں تھا بلکہ یہ مسئلہ پوری قوم کے متفقہ مطالبہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اگرچہ قرارداد مقاصد کی منظوری میں مسلم لیگ سے وابستہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ کن رول بڑی اہمیت کا حامل ہے جس کے نتیجے میں بیسویں صدی عیسوی میں ایک معجزہ رونما ہو گیا اور سیکولرزم کے اس دور میں دس کروڑ افراد کی نمائندہ اسمبلی نے "لا حاکم الا اللہ" کے اصول کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی حاکمیت سے دستبرداری کا اعلان کیا اور اسے اللہ کی امانت قرار دے کر اپنے اختیارات کو ان حدود و قیود تک محدود قرار دے دیا جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے مقرر کر رکھی ہیں۔ گویا قرارداد مقاصد میں مکمل اسلامک پولیٹیکل تھاٹ (فکر) موجود ہے۔ اس قرارداد کی منظوری پر ملحد اور سیکولر ذہن کے حامل عناصر نے ملک میں ایک شور اور ہنگامہ برپا کر دیا کہ کس فرقے اور مسلک کا اسلام نافذ ہو گا؟ اس کا جواب بھی تمام مسالک اور دینی جماعتوں کے نمائندہ علماء نے دے دیا۔ ملک کے ۳۱ جید اور نامور علماء نے ۲۲ نکات مرتب کر کے دستور اسلامی کی تکمیل کے تمام تقاضے پورے کر دیئے تھے۔ یہ دو عظیم کام بادش بخیر' "ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی" کے مصداق ہمارے ملک میں رونما ہوئے۔ نفاذِ اسلام کے

ضمن میں ہونے والی پیش رفت کو ختم کرنے میں ایک حصہ اندرونی عوامل کا ہے تو دوسرا کردار بیرونی ہے۔ اندرونی معاملہ یہ کہ جس جماعت نے ۱۹۵۱ء میں "مطالبہ دستور اسلامی" کا نعرہ بلند کیا تھا وہ بعد میں اقتدار کی سیاست کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئی جس کی وجہ سے اسلام اب ایک پارٹی ایشو بن گیا اور نفاذِ اسلام کو اب قومی مطالبہ کی حیثیت حاصل نہیں رہی۔ جماعت اسلامی کی پیروی میں دیگر مذہبی جماعتیں بھی یکے بعد دیگرے میدان سیاست میں کودتی چلی گئیں' ہر دینی جماعت نے اسلام کا نعرہ لگایا چنانچہ کئی اسلام نمودار ہو گئے' ہر دینی سیاسی جماعت کا اسلام "اصلی تے وڈا" اسلام بن گیا۔ مذہبی سیاسی جماعتوں کی اس غلط حکمت عملی سے صرف تفرقہ بازی میں اضافہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس میں تلخی اور منافرت بھی پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس ضمن میں بیرونی طاقتوں کا معاملہ بھی کم اہم نہیں ہے۔ ۱۹۵۴ء میں چودھری محمد علی نے دستور مرتب کر لیا تو ایوب خان کے ذریعے اس اسلامی دستور کو سبوتاژ کرا دیا گیا۔ عالمی صیہونیت نے ایوب خان پر ڈورے ڈالے' ان کو پٹی پڑھائی' اُن سے مارشل لاء لگوایا اور دستور کو ختم کروادیا۔

میری تجویز یہ ہے کہ ماضی میں ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات کے پس منظر میں اب ملک میں نفاذِ شریعت کے لئے مذہبی سیاسی جماعتوں اور نمائندہ و مقتدر علماء کا ایک ملک گیر کنونشن منعقد کیا جائے۔ یہ کنونشن ملک کے دستور کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور شریعت کی بالادستی کے لئے متفقہ سفارشات پر مبنی "یک نکاتی مطالبہ" کرے اور دینی جماعتیں حکومت سے سردست نفاذِ شریعت کے اس مطالبہ کے علاوہ کوئی دیگر مطالبہ نہ کر کے نفاذِ اسلام کے اعلیٰ ترین مقصد سے اپنے اخلاص کا ثبوت فراہم کریں۔

اورنگزیب عالمگیرؒ کے زمانے میں بھی تو فقہ حنفی مرتب شکل میں موجود تھی مگر جب انہوں نے برصغیر میں شریعت اسلامی کا نفاذ کرنا چاہا تو علماء کا ایک بورڈ بنایا تاکہ اس وقت کے حالات کے مطابق فقہ حنفی کے فیصلے مرتب شکل میں سامنے لائے جا سکیں۔ بالکل اسی طرح آج ملک میں نفاذِ شریعت کے لئے اسلامی قوانین کی نئی codification اور شریعت کے تدریجی نفاذ کے لئے دستور سے غیر اسلامی دفعات کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ جب تک دستور سے غیر اسلامی دفعات کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اُس وقت تک نفاذِ شریعت کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ مجوزہ ملک گیر کنونشن کے لئے میں ہرگز اس بات کا مدعی اور راغب نہیں ہوں کہ میں اس کا داعی اور کنوینر بن کر سامنے آؤں۔ تنظیم اسلامی ابھی بہت چھوٹی تنظیم ہے' ہمارے ذرائع و وسائل بہت محدود ہیں۔ میرے خیال میں جماعت اسلامی کو یہ پوزیشن حاصل ہے' اس کا دائرہ کار اور وسائل اس قابل ہیں کہ وہ ملک گیر کنونشن کے انعقاد کا اہتمام کر سکیں' اس بنا پر جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد سے میری درخواست ہے کہ وہ مجوزہ ملک گیر مذہبی کنونشن کے داعی اور کنوینر بنیں۔ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کی جانب سے ہر قسم کا تعاون انہیں حاصل ہو گا۔

نفاذِ شریعت کے لئے دستوری سفارشات مرتب کرنے کے لئے مجوزہ کنونشن میں جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کی مرتب کردہ سفارشات سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور تنظیم اسلامی کی مرتب کردہ آئینی ترامیم کو بھی پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔ مجوزہ کنونشن میں منظور کردہ سفارشات کو پورے ملک کے دینی عناصر کی طرف سے متفقہ مطالبہ کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔

میں اپنی اس تقریر کا کیسٹ قاضی حسین احمد کو بھجوا رہا ہوں اور انہیں اس تجویز کے حوالے سے ایک خط بھی ارسال کر رہا ہوں۔ محترم قاضی حسین احمد نے بھی کہا ہے کہ اگر نواز شریف صاحب شریعت نافذ کر دیں تو انہیں ان کی مکمل تائید حاصل ہو گی۔ میں ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی جماعتیں سردست حکومت کے سامنے کوئی دوسرا مطالبہ نہ رکھیں اس لئے کہ ع "یک در گیر و محکم گیر" کے اصول کا تقاضا ہے کہ ایک مطالبہ کے اوپر سارا زور صرف کر دیا جائے۔

دوسری دل خوش کن بات کئی خوش کن باتوں کا مجموعہ ہے' ان سب کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں کی طرف سے پاکستان کو بے پناہ تائید کا حاصل ہونا نہایت خوش آئند بات ہے۔ خصوصاً یہ بات کہ ایران کے وزیر خارجہ نے اپنے دورۂ پاکستان کے موقع پر ہمیں تیل کی درآمد کے حوالے سے "بلینک چیک" دے دیا ہے کہ پاکستان اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے جتنا چاہے ہم سے ادھار تیل لے سکتا ہے! اس حوالے سے سب سے متاثر کن بات یہ ہے کہ ایران کے وزیر خارجہ نے دہلی میں بھی پاکستان کے دھماکوں پر اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے جو بڑی غیر معمولی بات ہے۔ اس سے بھی اہم ترین بیان افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر کا آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "اگر پاکستان پر حملہ ہوا تو اسے افغانستان پر حملہ تصور کیا جائے گا" اور یہ کہ "ہمارے ہتھیاروں کا ذخیرہ پاکستان کے لئے حاضر ہے"۔

ان تمام واقعات سے جو بات ہمارے سامنے آتی ہے اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ دین حق کے عالمی غلبہ میں پاکستان کا خصوصی رول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا منصوبہ طویل المیعاد ہوتا ہے جبکہ ہم تو حاضر و موجود ہی سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے میں پچھلے پندرہ بیس برسوں سے پاکستان کی جس خصوصی حیثیت کا تذکرہ کرتا رہا ہوں اب وہ مزید نکھر کر واضح ہو چکی ہے۔ اسلام کے احیائی عمل کے حوالے سے پورے عالم اسلام کی قیادت پاکستان کے پاس آ چکی ہے' میری یہ تجویز ریکارڈ پر ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن قائم کی جائے۔ میں اپنی اس تجویز کو دہراتے ہوئے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اگر دونوں ممالک کے مابین کنفیڈریشن کے قیام میں کچھ مدت لگ بھی جائے تب بھی ابتدائی قدم کے طور پر بلا تاخیر پاکستان اور افغانستان کو باہمی دفاعی معاہدہ کرنا چاہئے۔ افغانستان کے امیر المومنین نے جب یہ کہہ دیا کہ پاکستان پر حملہ افغانستان پر حملے کے مترادف سمجھا جائے گا تو گویا ان کی طرف سے مشترکہ دفاع کی پیشکش ہو چکی ہے' ہمیں اس پیشکش کا مثبت اور فوری جواب دینا چاہئے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد عالم اسلام کے حصے بخرے ہونے کے عمل کا آغاز ہوا تھا' سلطنت عثمانیہ کی دھجیاں بکھر کر رہ گئی تھیں' اُمت میں تفریق اور انتشار کا عمل جو چلتا آ رہا ہے' اس میں کہیں جڑنے اور متحد ہونے کا عمل بھی شروع ہونا چاہئے۔ پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن کا قیام اس مبارک عمل کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہو گیا تو پین اسلام ازم کی بات چل نکلے گی۔ وہ جو کبھی گاندھی نے قائداعظم سے ممیاتے ہوئے پوچھا تھا کہ پاکستان کا مطلب "پان اسلام ازم" تو نہیں ہے نا! ــــ اگر اس خطے میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو ان شاء اللہ نہ صرف اسلام کے عالمی غلبہ کے پروسس کا آغاز ہو جائے گا بلکہ اس سے عالم اسلام کی وحدت کی طرف بھی لازماً پیش قدمی ہو گی۔

نامے میرے نام

مکرمی' السلام علیکم

اللہ کا شکر ہے کہ امیر محترم صحت یاب ہو کر تشریف لا رہے ہیں۔ ندائے خلافت میں تبصرہ اور ترجمہ کا سلسلہ اچھا ہے۔ پرچہ سادہ ہی رہنے دیں' البتہ مضامین کے لحاظ سے خوب سے خوب تر کی جستجو رکھیں۔ ایک درخواست ہے کہ تنظیم اسلامی کی ڈائریکٹری تیار کرا دیں' یہ ناممکن ہو تو خوشی' بیماری' فوتیدگی وغیرہ کی خبر کے ساتھ ساتھ کم از کم پتہ مکمل لکھا کریں تاکہ مبارک' تعزیت' بیمار پرسی کی چٹھی لکھی جا سکے۔

حکیم احسان الحق' منڈی بہاؤ الدین

(ضرب مومن کا پتہ یہ ہے : الرشید ٹرسٹ۔ کتاب گھر السلوات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد' ناظم آباد نمبر ۴' کراچی 74600)

ضمن میں ہونے والی پیش رفت کو ختم کرنے میں ایک حصہ اندرونی عوامل کا ہے تو دوسرا کردار بیرونی ہے۔ اندرونی معاملہ یہ کہ جس جماعت نے ۱۹۵۱ء میں "مطالبہ دستور اسلامی" کا نعرہ بلند کیا تھا وہ بعد میں اقتدار کی سیاست کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئی جس کی وجہ سے اسلام اب ایک پارٹی ایشو بن گیا اور نفاذِ اسلام کو اب قومی مطالبہ کی حیثیت حاصل نہیں رہی۔ جماعت اسلامی کی پیروی میں دیگر مذہبی جماعتیں بھی یکے بعد دیگرے میدان سیاست میں کودتی چلی گئیں' ہر دینی جماعت نے اسلام کا نعرہ لگایا چنانچہ کئی اسلام نمودار ہو گئے' ہر دینی سیاسی جماعت کا اسلام "اصلی تے وڈا" اسلام بن گیا۔ مذہبی سیاسی جماعتوں کی اس غلط حکمت عملی سے صرف تفرقہ بازی میں اضافہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس میں تلخی اور منافرت بھی پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس ضمن میں بیرونی طاقتوں کا معاملہ بھی کم اہم نہیں ہے۔ ۱۹۵۶ء میں چودھری محمد علی نے دستور مرتب کرایا تو ایوب خان کے ذریعے اس اسلامی دستور کو سبوتاژ کرا دیا گیا۔ عالمی صیہونیت نے ایوب خان پر ڈورے ڈالے' ان کو پٹی پڑھائی' ان سے مارشل لاء لگوایا اور دستور کو ختم کروا دیا۔

میری تجویز یہ ہے کہ ماضی میں ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات کے پس منظر میں اب ملک میں نفاذِ شریعت کے لئے مذہبی سیاسی جماعتوں اور نمائندہ و مقتدر علماء کا ایک ملک گیر کونشن منعقد کیا جائے۔ یہ کونشن ملک کے دستور کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور شریعت کی بالادستی کے لئے متفقہ سفارشات پر مبنی "یک نکاتی مطالبہ" کرے اور دینی جماعتیں حکومت سے سردست نفاذِ شریعت کے اس مطالبہ کے علاوہ کوئی دیگر مطالبہ نہ کر کے نفاذِ اسلام کے اعلیٰ ترین مقصد سے اپنے اخلاص کا ثبوت فراہم کریں۔

اورنگزیب عالمگیرؒ کے زمانے میں بھی تو فقہ حنفی مرتب شکل میں موجود تھی مگر جب انہوں نے برصغیر میں شریعت اسلامی کا نفاذ کرنا چاہا تو علماء کا ایک بورڈ بنایا تاکہ اس وقت کے حالات کے مطابق فقہ حنفی کے فیصلے مرتب شکل میں سامنے لائے جا سکیں۔ بالکل اسی طرح آج ملک میں نفاذِ شریعت کے لئے اسلامی قوانین کی نئی codification اور شریعت کے تدریجی نفاذ کے لئے دستور سے غیر اسلامی دفعات کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ اس لئے کہ جب تک دستور سے غیر اسلامی دفعات کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اُس وقت تک نفاذِ شریعت کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ مجوزہ ملک گیر کونشن کے لئے میں ہرگز اس بات کا مدعی اور اہل نہیں ہوں کہ میں اس کا داعی اور کنوینر بن کر سامنے آؤں۔ تنظیم اسلامی ابھی بہت چھوٹی تنظیم ہے' ہمارے ذرائع و وسائل بہت محدود ہیں۔ میرے خیال میں جماعت اسلامی کو یہ پوزیشن حاصل ہے' اس کا دائرہ کار اور وسائل اس قابل ہیں کہ وہ ملک گیر کونشن کے انعقاد کا اہتمام کر سکیں' اس بنا پر جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد سے میری درخواست ہے کہ وہ مجوزہ ملک گیر مذہبی کونشن کے داعی اور کنوینر بنیں۔ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کی جانب سے ہر قسم کا تعاون انہیں حاصل ہو گا۔

نفاذِ شریعت کے لئے دستوری سفارشات مرتب کرنے کے لئے مجوزہ کونشن میں جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کی مرتب کردہ سفارشات سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور تنظیم اسلامی کی مرتب کردہ آئینی ترامیم کو بھی پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔ مجوزہ کونشن میں منظور کردہ سفارشات کو پورے ملک کے دینی عناصر کی طرف سے متفقہ مطالبہ کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔

میں اپنی اس تقریر کا کیسٹ قاضی حسین احمد کو بھجوا رہا ہوں اور انہیں اس تجویز کے حوالے سے ایک خط بھی ارسال کر رہا ہوں۔ محترم قاضی حسین احمد نے بھی کہا ہے کہ اگر نواز شریف صاحب شریعت نافذ کر دیں تو انہیں ان کی مکمل تائید حاصل ہو گی۔ میں ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی جماعتیں سردست حکومت کے سامنے کوئی دوسرا مطالبہ نہ رکھیں اس لئے کہ ع "یک در گیر و محکم گیر" کے اصول کا تقاضا ہے کہ ایک مطالبہ کے اوپر سارا زور صرف کر دیا جائے۔

دوسری دل خوش کن بات کئی خوش کن باتوں کا مجموعہ ہے' ان سب کا حاصل یہ ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں کی طرف سے پاکستان کو بے پناہ تائید کا حاصل ہونا نہایت خوش آئند بات ہے۔ خصوصاً یہ بات کہ ایران کے وزیر خارجہ نے اپنے دورۂ پاکستان کے موقع پر ہمیں تیل کی درآمد کے حوالے سے "بلینک چیک" دے دیا ہے کہ پاکستان اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے جتنا چاہے ہم سے ادھار تیل لے سکتا ہے! اس حوالے سے سب سے متاثر کن بات یہ ہے کہ ایران کے وزیر خارجہ نے دہلی میں بھی پاکستان کے دھماکوں پر اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے جو بڑی غیر معمولی بات ہے۔ اس سے بھی اہم ترین بیان افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر کا آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "اگر پاکستان پر حملہ ہوا تو اسے افغانستان پر حملہ تصور کیا جائے گا" اور یہ کہ "ہمارے ہتھیاروں کا ذخیرہ پاکستان کے لئے حاضر ہے"۔

ان تمام واقعات سے جو بات ہمارے سامنے آتی ہے اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ دین حق کے عالمی غلبہ میں پاکستان کا خصوصی رول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا منصوبہ طویل المیعاد ہوتا ہے جبکہ ہم تو حاضر و موجود ہی سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے میں پچھلے پندرہ بیس برسوں سے پاکستان کی جس خصوصی حیثیت کا تذکرہ کرتا رہا ہوں اب وہ مزید نکھر کر واضح ہو چکی ہے۔ اسلام کے احیائی عمل کے حوالے سے پورے عالم اسلام کی قیادت پاکستان کے پاس آ چکی ہے' میری یہ تجویز ریکارڈ پر ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن قائم کی جائے۔ میں اپنی اس تجویز کو دہراتے ہوئے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اگر دونوں ممالک کے مابین کنفیڈریشن کے قیام میں کچھ مدت لگ بھی جائے تب بھی ابتدائی قدم کے طور پر بلاتاخیر پاکستان اور افغانستان کو باہمی دفاعی معاہدہ کرنا چاہئے۔ افغانستان کے امیر المومنین نے جب یہ کہہ دیا کہ پاکستان پر حملہ افغانستان پر حملے کے مترادف سمجھا جائے گا تو گویا ان کی طرف سے مشترکہ دفاع کی پیشکش ہو چکی ہے' ہمیں اس پیشکش کا مثبت اور فوری جواب دینا چاہئے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد عالم اسلام کے حصے بخرے ہونے کے عمل کا آغاز ہوا تھا' سلطنت عثمانیہ کی دھجیاں بکھر کر رہ گئی تھیں' امت میں تفریق اور انتشار کا عمل جو چلتا آ رہا ہے' اس میں کہیں جڑنے اور متحد ہونے کا عمل بھی شروع ہونا چاہئے۔ پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن کا قیام اس مبارک عمل کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہو گیا تو پین اسلام ازم کی بات چل نکلے گی۔ وہ جو کبھی گاندھی نے قائداعظم سے ممیاتے ہوئے پوچھا تھا کہ پاکستان کا مطلب "پان اسلام ازم" تو نہیں ہے نا! ----- اگر اس خطے میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو ان شاء اللہ نہ صرف اسلام کے عالمی غلبہ کے پروسس کا آغاز ہو جائے گا بلکہ اس سے عالم اسلام کی وحدت کی طرف بھی لازماً پیش قدمی ہو گی۔

نامے میرے نام

مکرمی' السلام علیکم

اللہ کا شکر ہے کہ امیر محترم صحت یاب ہو کر تشریف لا رہے ہیں۔ ندائے خلافت میں تبصرہ اور ترجمہ کا سلسلہ اچھا ہے۔ پرچہ سادہ ہی رہنے دیں' البتہ مضامین کے لحاظ سے خوب سے خوب تر کی جستجو رکھیں۔ ایک درخواست ہے کہ تنظیم اسلامی کی ڈائریکٹری تیار کرا دیں' یہ ناممکن ہو تو خوشی' بیماری' فوتیدگی وغیرہ کی خبر کے ساتھ ساتھ کم از کم پتہ مکمل لکھا کریں تاکہ مبارک' تعزیت' بیمار پرسی کی چٹھی لکھی جا سکے۔

حکیم احسان الحق' منڈی بہاؤ الدین

(ضرب مومن کا پتہ یہ ہے: الرشید ٹرسٹ۔ کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد' ناظم آباد نمبر ۴' کراچی 74600)

اظہار رائے اور اطاعت امیر...... عظمت کے نشان

(مرتب : حافظ محبوب احمد خان' ماخوذ از : "اسلام کے چار عظیم جرنیل")

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو مسلمانوں نے بیعت عامہ کی۔ تیسرے روز نماز جمعہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو اسلام پر کاربند رہنے اور اشاعت دین کی تلقین کرتے ہوئے دیگر ہدایات و نصائح کے بعد بطور مشورہ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ :

"میں خالد بن ولید کو لشکر اسلام کی امارت سے معزول کر کے ان کی جگہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار عساکر اسلام مقرر کرتا ہوں"۔ اس پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قوم بنی مخزوم میں سے ایک نوجوان کھڑا ہوتا ہے اور اپنا اعتراض بیان کرتا ہے :

"کیا آپ ایک ایسے شخص کو امارت سے معزول کرتے ہیں جس نے ملک شام میں اپنی قوت بازو سے دشمنان اسلام کو پامال کر کے اسلام کا نام روشن کر دیا ہے۔ انہوں نے بے شمار شہر فتح کر کے سلطنت عرب کو وسیع کیا' رومیوں کے بے شمار لشکروں کو اپنی مٹھی بھر فوج کے ساتھ ہر موقع پر شکست دی اور رسول اللہؐ کے خطاب "سیف اللہ" کو حقیقی معنوں میں ظاہر کیا۔ اگرچہ خلیفہ اول کے عہد میں بھی بعض اصحاب نے خالد بن ولید کو امارت سے معزول کرنا چاہا لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ میں "سیف اللہ" (اللہ کی تلوار) کو نیام میں نہیں رکھنا چاہتا' لہٰذا آپ بھی اپنے فیصلہ پر غور فرمائیں"۔

اس پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"مجھ پر اگرچہ آپ لوگوں نے خلافت کی امارت کا بوجھ ڈالا ہے لیکن میں اپنے آپ کو ایک چرواہے کی مانند سمجھتا ہوں' چرواہا اگر غفلت کرتا ہے تو فقط اس کو نقصان ہی نہیں پہنچتا بلکہ اس کی باز پرس بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا میں جانتا ہوں کہ اس امارت میں اپنے فرائض سے اگر کوئی قصور ہو جائے تو مجھے بارگاہ ایزدی میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔ ہر شخص کو اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہئے۔ مذہبی طریق عمل کے علاوہ دنیاوی طرزِ تمدن اور طریقۂ انتظام منتظم کی طبیعت پر منحصر ہے' کیونکہ ہر شخص کی طبیعت فطرتاً مختلف ہے۔

امورِ مملکت نیک نیتی اور بہ پابندی مذہب اسلام سرانجام ہونے چاہئیں۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طبعاً خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کلی اعتماد تھا' اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا لیکن میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسبت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پر زیادہ مطمئن ہوں' اس لئے میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرتا ہوں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاصد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام حکم نامہ لے کر پہنچتا ہے اور اہل لشکر کے سامنے سناتا ہے :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بعد از حمد باری تعالیٰ اور درودِ مصطفیٰؐ' تمہارے سپرد میں نے مسلمانوں کا جو کام کیا ہے اس کام کے متعلق تم کو شرم نہیں آنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی امر حق سے نہیں شرماتا۔ میں تمہیں پرہیزگار رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ خدا سے ڈرتے رہنا اس خدائے واحد سے جس کے سوا سب ہست و نیست ہونے والا ہے اور وہ ایسا خدا ہے' جس نے تمہیں کفر و ضلالت سے نکال کر اسلام کی راہ دکھا کر تم کو نجات دی اور بہادران اسلام کے سردار بننے کی عزت بخشی' اسی خدا کی مہربانی سے تم خالد کو مطلع کر کے امارت سے معزول کر دو اور مسلمانوں کو مال غنیمت ملنے کی خوشی میں ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور نہ دشمنوں کی کثیر جمعیت کے مقابل بہت کم تعداد بھیجو' میں امید رکھتا ہوں کہ تم اپنی خوش تدبیری اور معاملہ فہمی سے خدا پر بھروسہ کر کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرو گے۔ اس بات کا خیال رکھو کہ مسلمان مصائب و آلام میں مبتلا نہ ہوں۔ طمع دنیا سے آنکھیں بند اور دل کو پاک رکھو اور ان لوگوں سے سبق حاصل کرو جو لوگ تم سے پہلے مرض ہلاکت میں پڑے۔ بس تم اپنے ماتحت مسلمانوں کو بھی آخرت کے دن سے خبردار کر کے سیدھے اور صاف راستہ پر چلاؤ تاکہ آخرت میں نیکو کاری کے ثواب کا زادِ راہ لے کر جائیں۔

خلیفۂ دوم کے اس حکم کے تحت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے امیر مقرر ہوئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ثانی کے حکم پر نہایت خوشی سے اپنا سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہا :

> "میں محض اسلام کا ایک سپاہی ہوں اور میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں قید کیا ہوا ہے۔ مجھے امارت یا سرداری کی کوئی تمنا نہیں ہے' میں اشاعت اسلام اور دین حق کے لئے ایک سپاہی کی حیثیت سے لڑوں گا اور جس سردار کی ماتحتی میں رہوں گا اس کی اطاعت مجھ پر فرض ہو گی"۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر مقرر ہوتے ہی بیت المقدس اور انطاکیہ کی فتح کے بارے میں سوچا۔ ابھی مشاورت جاری تھی کہ ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے قریب ہی ایک قلعہ "حصن ابی المقدس" ہے وہاں دشمنوں کی تعداد بہت کم ہے' پہلے آپ اسے فتح کر لیں۔ اس مشورہ کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں پانچ سو سوار دے دیئے جن میں آزمودہ کار صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ جب قلعہ حصن ابی المقدس کے پاس پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک میلہ کے باعث دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بہادران اسلام نے مشورہ دیا کہ ہمیں اس وقت جنگ کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے لیکن جب ہم لوگ جنگ کی نیت سے آ ہی گئے ہیں تو ویسے ہی یہاں سے لوٹ جانا بہادران اسلام کی توہین ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ ہم امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا قاصد بھیج کر کمک طلب کر لیں۔ قاصد پہنچا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ متفکر ہوئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو بلا کر کہا کہ میں پہلے ہی آپ کو اس مہم پر روانہ کرنا چاہتا تھا لیکن محض اس لئے اس خیال کو ظاہر نہ کر سکا کہ شاید آپ اس خدمت کو قبول نہ کریں کیونکہ ابھی چند روز پہلے آپ ہی امیر لشکر تھے۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے کہا :

> "میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ مجھے خلیفۂ رسول مقبول ﷺ کے حکم پر کسی قسم کا رنج نہیں ہے۔ میں خود کو اسلام کا ایک ادنیٰ خادم سمجھتا ہوں اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔ آپ مجھے جس کام پر مامور کریں گے اس میں کبھی سرتابی نہ کروں گا بلکہ اپنے طرز عمل سے خلیفۂ ثانی پر یہ ظاہر کر دوں گا کہ میں امارت میں اسلام کا جیسا جان نثار تھا ویسا ہی ایک سپاہی کی حیثیت میں وفادار رہوں"۔

قومی سطح پر عزت و سربلندی حاصل کرنے کا یہ سنہری موقعہ ہے!

نظریاتی و فکری اصلاح کے لئے ذرائع ابلاغ کے ذریعے قرآن اور سیرت رسولؐ کی دعوت کو عام کیا جائے

عدالتی ایمرجنسی نافذ کر کے اسلامی شریعت نافذ کر دی جائے

ایٹمی دھماکوں کے بعد ــــ کرنے کا اصل کام

محمد رشید عمر' امیر حلقہ پنجاب غربی (تنظیم اسلامی)

پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے پورے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ پاکستانی قوم اس کارنامہ پر جس قدر بھی اللہ کا شکر ادا کرے کم ہو گا۔ اس موقعہ پر وزیر اعظم نے جو تاریخی خطاب کیا وہ اس قابل ہے کہ سونے کے حروف سے لکھ کر آسمانِ وطن پر آویزاں کر دیا جائے۔ ایٹمی دھماکوں کا جواز پیش کرتے ہوئے انہوں نے بھارت کی زبردست مذمت کر کے قومی جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ اسی طرح ملک دشمن عناصر جو قومی اداروں میں ہیں' سیاست یا معیشت کے میدانوں میں ہیں ان کو اپنا طرز عمل بدلنے کا چیلنج دے کر اپنے مستقبل کے ارادوں سے انہیں خبردار کر دیا ہے۔ بہت عظیم الفاظ ہیں وہ جن میں وزیر اعظم نے کہا کہ وہ ایسی امت کے فرد ہیں جو دن میں پانچ مرتبہ ﴿ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ کا اقرار کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ بندوں کی طرف سے خالق کائنات کی جناب میں وہ "لبیک" ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ان کا مقصد تخلیق پورا کرنے کے لئے سکھائے ہیں کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ عظیم عہد اور اقرار بندوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کرتا ہے وہ ذمہ داری یہ ہے کہ نظام عدل اجتماعی کا قیام اور معاشرے کے ذہن و فکر میں ایسی انقلابی تبدیلی پیدا کرنا کہ ان کی محنت و مشقت کا مرکز و محور اللہ کی رضا بن جائے۔ زندگی کے نصب العین کو اجاگر کر کے نظام عدل کے ذریعے ہر اس خطرے کا قلع قمع کر دیا جائے جو انسان کی جان و مال اور عزت و آبرو کو لاحق ہو سکتا ہے تاکہ انسان کو مکمل فراغت اور ذہنی آسودگی حاصل ہو اور وہ یکسو ہو کر اللہ کے سامنے کھڑا ہو سکے۔

اسلامی نظام عدل ہی وہ نظام ہے جو ان قوتوں کو کاٹ کر رکھ دینے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے جو بندے اور اللہ کے باہمی تعلق میں مخل ہوتی ہیں۔ اسلام اخلاقی اقدار کا تعین کرتا ہے اور ان کی حفاظت کے لئے معیار اور قانونی حد بندی بھی کرتا ہے۔ اس طرح ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں نیکی کرنا آسان اور برائی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ کام انگریزی عدالتی نظام سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ عدالتی ایمرجنسی نافذ کر کے شریعت اسلامیہ کا سیدھا اور آسان قانون نافذ کر دیا جائے۔ عدالتی فیس اور وکیلوں کے چکر کو ختم کر کے فوری انصاف کی ضمانت فراہم کی جائے۔

اس عہد کا دوسرا حصہ صرف اللہ ہی سے استعانت طلب کرنا' کسی دوسرے کے آگے دست سوال دراز نہ کرنا۔ اس کے لئے خالق کائنات نے جو پروگرام دیا ہے وہ یہ ہے کہ ﴿ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ﴾ یعنی صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو۔ صبر قوت برداشت اور سہار کا نام ہے۔ جس قدر نصب العین بلند اور عظیم ہو گا اسی قدر برداشت اور سہار کی قوت زیادہ ہو گی۔ مثال سے بات کو واضح طور پر سلجھایا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی آدمی فیصل آباد سے گوجرہ کو اپنی منزل بناتا ہے وہ تو ۶۰ کلومیٹر طے کرنے کے بعد گوجرہ پہنچ کر آرام کرنا چاہے گا' سستانا چاہے گا۔ اس کے مقابلے میں اگر کسی نے فیصل آباد سے کراچی کو اپنی منزل بنایا ہے تو گوجرہ کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ سمجھے گا کہ ابھی تو ہم فیصل آباد کی حدود سے ہی نکلے ہیں۔ اس کے اندر مزید لمبا سفر کرنے کا جذبہ اور ہمت برقرار رہے گی۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو اس کے اندر قوت برداشت اس آدمی کی نسبت بہت زیادہ ہو گی جو صرف اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی نگہداشت کو اپنا مقصد سمجھتا ہے۔ اسی طرح جس آدمی نے خالق کائنات کی رضا کو اپنا مقصد بنا لیا ہو اس کی قوت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے! اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ مقصد یا نصب العین قلب و نظر میں رہے۔ اسی لئے دوسرا حکم فرمایا کہ نماز کو اختیار کرو یہ نہ صرف نصب العین کو مستحضر رکھنے کا ذریعہ ہے بلکہ ہم نماز کی ادائیگی کا مربوط نظام قائم کر دیں تو ہمارے مزاج میں جو بے نظمی و بے ترتیبی ہے جس کا عمومی مظاہرہ ٹریفک کے اشاروں اور دوسرے اجتماعی معاملات میں ہوتا رہتا ہے' کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ ایک رہبر کے پیچھے لگ کر ہم نہ صرف تنظیمی طور پر مقصد حاصل کرنے کے خوگر ہو سکتے ہیں بلکہ ہمارے اندر محبت و یگانگت اور احساس ذمہ داری کے جذبات بھی پروان چڑھ سکتے ہیں۔ یہ عظیم دعویٰ جس کا اقرار وزیر اعظم صاحب نے کیا ہے اگر اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے تو مسلمانان پاکستان علامہ اقبال کے شعر کے مصداق منصب امامت کی طرف پیش قدمی کر سکتے ہیں ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

اگر ہم اپنے حالات پر نظر ڈالیں تو عملی طور پر یہ منزل بہت دور نظر آتی ہے۔ ہم نے جو عدالتی نظام اپنایا ہوا ہے اس کے تحت مرد و عورت' حکومت اور عوام' سرمائے اور محنت کے درمیان ایسی ناہمواری موجود ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے جان و مال اور عزتیں محفوظ نہیں ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس قدر کرپٹ ہو چکے ہیں کہ ان کے ذریعے قانون کے نفاذ کی کوشش مزید جرائم کو جنم دیتی ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں حقوق کا تحفظ نہ ہو' لوگوں کے جان و مال اور عزتیں محفوظ نہ ہوں اللہ کی بندگی کس طرح ہو سکتی ہے؟ ظالم اپنے ظلم کی وجہ سے اور مظلوم اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی وجہ سے اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کے قابل نہیں رہتا۔ لوگوں کے اندر تحفظ کا احساس پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بے رحم

انصاف کا نظام قائم کیا جائے۔ جس طرح ایٹمی دھماکہ کرنے کے بہترین موقع سے فائدہ اٹھایا گیا ہے' حکومت اگر مالیاتی ایمرجنسی کی طرح عدالتی ایمرجنسی نافذ کر کے شرعی قوانین کا نفاذ کردے تو یہ ایک بروقت کام ہوگا' جس کی ہر طرف سے پذیرائی ہوگی۔ قومی اداروں میں چھپے ملک دشمن' کام چور' رشوت خور' کھلے بازعناصر پر آہنی ہاتھ ڈالا جاسکے گا۔ اسی طرح نظریاتی اور فکری اصلاح کے لئے ذرائع ابلاغ پر قرآن وحدیث کی نشرواشاعت اور اس کی دعوت و تبلیغ کو عام کیا جائے۔ یہ کام انٹرنیشنل چینل پر اس طرح کیا جائے کہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ پورے ہندوستان میں اسی کو دیکھا اور سنا جاسکے۔ ہندوؤں کا مذہب و معاشرت من گھڑت عقائد اور رسومات پر مبنی ہے جبکہ قرآن پاک جو نظام عبادات اور معاشرت دیتا ہے۔ وہ فطرت کی مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ یقیناً اس سے اپنے ملک کے لوگ جو اپنا نصب العین بھول کر شکم کے راستے سے دیکھتے اور سوچتے ہیں' ان کی بھی اصلاح ہوگی اور ہم سرحد پار دشمن کی نظریاتی بنیادوں پر بھی کاری ضرب لگا سکیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی سطح پر نظام صلوٰۃ قائم کیا جائے۔ نظام عدل اور نظام صلوٰۃ وہ ناگزیر کام ہیں جو ہمیں کرنا ہوں گے۔ اگر ہم یہ کام نہ کرسکے تو ہو سکتا ہے کہ چھ ایٹم بم تو کیا ہزار ایٹم بھی ہمیں امن کی ضمانت فراہم نہ کر سکیں۔ یہ کام کرنے سے ہمیں وہ سرمایہ اور دولت حاصل ہو جائے گی جس پر بھروسہ کر کے ہم اپنے تمام دشمنوں کو مقابلہ کر سکتے ہیں اور اس سے ہمیں وہ بصیرت حاصل ہوگی جس سے ہم دشمن کی چالوں کو سمجھ سکیں گے۔ اگر ہم نے یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو پھر جان لینا چاہئے کہ اللہ کی نافرمانی اور سرکشی اختیار کرنے والی امتوں کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے : ﴿ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ الْأَمْرُ... ﴾ (شوریٰ) "اگر تیرے رب کی طرف سے مدت معین تک کیلئے مہلت کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو فیصلہ چکا دیا جاتا"۔ اس مہلت عمل میں اللہ تعالیٰ اپنے عذاب اور رحمت کا مزا چکھاتا ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ شائد لوگ راہ راست پر آجائیں یا جذبۂ شکر سے مغلوب ہو کر اپنا طرز عمل سنوار لیں۔ مسلمانان پاکستان کیلئے مہلت عمر کے پچاس سال گزر چکے ہیں۔ اس دوران گرفت کے مراحل بھی آئے جس میں نمایاں ترین مشرقی پاکستان کا بنگلہ دیش بننا اور نوے ہزار فوجی نوجوانوں کا دشمن کے ہاتھوں ذلت آمیز انداز میں قیدی بننا۔ اس ذلت و رسوائی کے کوڑے سے بھی ہماری آنکھیں نہ کھل پائیں اور ہم نے اپنے گریبان میں جھانکنے کی کوشش نہ کی۔ اب دوسرا موقعہ ہمیں عزت کے حصول کا فراہم کیا گیا ہے۔ باوجود معاشی ابتری اور معاشرتی خرابیوں کے دشمن کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایٹمی قوت کے اظہار کے قابل بنادیا ہے۔ ایٹمی قوت کا حصول اور پھر ملک عزیز میں بسنے والے تمام لوگوں میں یگانگت اور اتحاد کے جذبات کا اظہار اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں جو ہمیں حاصل ہوئی ہیں۔ اگر ہم نے یہ موقع غیر سنجیدگی میں ہی گزار کر اللہ کا شکر ادا کرنے کا عملی مظاہرہ نہ کیا' حقوق العباد اور حقوق اللہ ادا کرنے کی منصوبہ بندی نہ کی تو پھر اس کی گرفت کے نتیجے میں تطہیر کا وہ عمل شروع ہوگا جس میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گا۔

باطل کے سیلاب کو روکنے کیلئے انقلابی جماعت منظم کرنا ہوگی!

نجیب صدیقی' کراچی

معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والی سب سے موثر قوت ٹی وی کی ہے۔ اس کے بعد مخلوط تعلیم ہے پھر وہ اخبارات و رسائل آتے ہیں جو نیم عریاں تصاویر شائع کرتے ہیں۔ کیسٹوں کے ذریعہ گانوں کا سیلاب ہر چہار طرف اُمڈا ہوا ہے۔ بس میں' ٹیکسی میں' راہ چلتے گانوں کی صدا کانوں سے بار بار ٹکراتی ہے یہ ساری قوتیں صبح سے شام تک بگاڑ پیدا کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ حکمرانوں سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے بلکہ ان کی سرپرستی میں یہ کام جاری ہے۔

نیکی کی قوتیں دبی ہوئی ہیں ان کی آواز اس نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی ہے اور وہ بے بس ہو گئی ہیں۔ ان اداروں کی درستگی کا ان کے پاس کوئی اختیار نہیں' صرف ایک راستہ وعظ و نصیحت کا ہے وہ بھی غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے۔ اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ خیر کی قوتیں غیر منظم اور منتشر ہیں۔

اخلاقی اقدار پر ہر چہار طرف سے حملے ہو رہے ہیں جس سے ان میں کڑھن تو موجود ہے ان کی خواہش بھی ہے کہ اس سیلاب کے ریلے کو روکا جائے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ وہ مسلکوں کے حصار میں قید ہیں۔ مسلکوں کے حصار سے نکل کر اگر یہ منظم ہو جائیں اور ایک عظیم مقصد کی خاطر فروعات کو پس پشت ڈال دیں تو معاشرے میں انقلاب لایا جاسکتا ہے۔ ایک موثر قوت بن کر اس بے حیائی کے سیلاب کا منہ موڑا جاسکتا ہے۔ باطل کی بنیاد گہری نہیں ہوتی وہ زمین کی سطح تک رہتی ہے شرط یہ ہے کہ حق پرستوں کا ایک منظم گروہ وجود میں آجائے جو باطل کو اس کے مامن میں پہنچا دے یہ کام مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی انقلابی جماعت قرآنی فکر کو لے کر اٹھے جو لوگوں کو منظم کرے انہیں دعوت جہاد دے' ان کا تزکیہ کرے' آخرت کے تصور کو شعوری طور پر ان کے ذہنوں میں بٹھا دے' وہ یہ سمجھنے لگیں کہ کرنے کا کام یہی ہے۔ ہماری نجات اسی بات میں ہے کہ ہم خیر کو غالب کر دیں اور باطل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اس دنیا کو تو ہر حال میں ایک نہ ایک دن سب کو چھوڑنا ہے۔ کامیاب لوگ وہی ہوں گے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی سرخروئی کے لئے جدوجہد کریں اس کے لئے منظم جماعت کا وجود ازبس ضروری ہے۔

یہ وہ لوگ ہونگے جو قول و فعل کے تضاد کا شکار نہ ہوں' پہلے اپنے آپ کو اس نظریہ پر ڈھالیں' ان کا جینا اور مرنا اسی نظریہ کے لئے ہو' ان کے صبح و شام اسی جدوجہد میں صرف ہوں ایسے لوگ جب دعوت کا کام لے کر اٹھیں گے تو معاشرہ کی سعید روحیں ان کے گرد جمع ہو جائیں گی' لوگ دیکھیں گے کہ یہ نفوس سراپا خیر ہیں۔ اپنی اس جدوجہد کا بدلہ اس دنیا میں نہیں چاہتے بلکہ وہ ہماری آخرت سنوارنے کے لئے بے چین ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایمان والے ایمان کا حق ادا کریں اللہ نے جو قوتیں انہیں عطا کی ہیں ان کا مصرف بھی یہی ہے کہ اس کے دین کی سربلندی کے لئے یہ قوتیں خرچ کی جائیں۔

معاشرہ کبھی خیر سے خالی نہیں رہا ہے۔ باطل کا زور جب بڑھتا ہے تو وہ قوتیں دب جاتی ہیں بے بس ہو جاتی ہیں یہ جماعت ایسے لوگوں کو منظم کرے گی اور انہیں ناقابل تسخیر قوت بنادے گی ایسی قوت کے وجود میں آجانے کے بعد باطل کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

قرآن پاک سے وابستگی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ قرآنی دعوت کے لئے کھول دیا

تنظیم اسلامی میں قربانیاں دے کر آنے والے رفقاء کے جذبۂ قربانی سے میں بے حد متاثر ہوں!

امیر محترم کے حکم پر مقامی تنظیم کے امیر سے لے کر قائم مقام امیر تک مختلف مناصب پر ذمہ داریاں ادا کرتا رہا ہوں

ایک دینی مسئلہ میں محترم ڈاکٹر صاحب سے بحث کرنے آئے اور ایک ہی ملاقات میں "پھنس" گئے

تنظیم اسلامی کے ناظم تربیت جناب رحمت اللہ بٹر کی نمائندہ "ندائے خلافت" سے خصوصی گفتگو

☆ اپنے ذاتی تعارف و خاندانی پس منظر کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔

✪ میرا پورا نام رحمت اللہ بٹر ہے۔ میری پیدائش ۱۹۴۰ء میں ضلع بٹالہ کے شہر گورداسپور میں ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد ہم بھارت سے ہجرت کر کے۔ ۵ چک ستھیالہ ج ب ضلع فیصل آباد میں منتقل ہو گئے۔ والدین کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا جبکہ میں نے اپنے پرائمری کے استاد کی بدولت ترجمہ قرآن پڑھا۔ وہ مسلکا اہلحدیث تھے اسی بنا پر میں نے بھی مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔

☆ آپ کی تعلیم کتنی ہے اور آپ نے تعلیمی مراحل کیسے اور کہاں طے کئے؟

✪ میں نے میٹرک (۲) ج ب رام والی سے میٹرک کیا۔ یہ گاؤں ہمارے گاؤں سے قریب ہی واقع تھا۔ اس کے بعد ایف اے اور بی اے تک کی تعلیم میں نے قادیانیوں کے مرکز کے زیرانتظام چلنے والے "تعلیم الاسلام کالج ربوہ" میں حاصل کی' پھر ایم اے اسلامیات کیا۔

☆ آپ نے بتایا کہ آپ نے بی اے تک کی تعلیم قادیانیوں کے کالج سے حاصل کی تو کیا انہوں نے کبھی آپ پر اپنے مذہب کے حوالے سے اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی؟

✪ خیر اُس طرح سے تو نہیں تھا کہ ان کے مبلغین کی یلغار ہو ہاں البتہ ایک پیریڈ "تھیالوجی" کا ہوتا تھا جس میں وہ مرزا بشیر الدین کی کتاب پڑھاتے تھے اور اس میں وہ طالب علموں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

☆ تعلیم کے بعد آپ کے کیا مشاغل رہے؟

✪ تعلیم کے بعد ۱۹۶۲ء میں مجھے اے جی آفس لاہور میں ملازمت مل گئی اور عجیب اتفاق ہے کہ متشدد اہل حدیث ہونے کے باوجود ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۰ء تک کا عرصہ

دین سے دُوری کا عرصہ ہی شمار ہوتا ہے۔

☆ دین کی جانب رجوع کب اور کیسے ہوا؟

✪ دین کی جانب واپسی ۶۹۔۷۰ میں ہوئی جب میرا تعارف محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے ہوا۔ میں نے مسجد خضریٰ میں ان کے پیچھے جمعہ پڑھنے کا آغاز کیا۔ میں جمعہ پڑھتے ہوئے بھی یہی کہتا تھا کہ حنفی ہے مگر باتیں اچھی کرتا ہے چونکہ اس وقت تک میرے اوپر اہلحدیثیت غالب تھی۔ پھر ۷۲ء میں انجمن خدام القرآن لاہور کا عام ممبر بن گیا لیکن اس کے باوجود واجبی سا تعلق رہا۔ یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے کہ ایک دینی مسئلے میں ڈاکٹر صاحب سے بحث کرنے کے لئے آئے بس اُس ملاقات میں "ہم پھنس گئے"۔

۷۵ء میں تنظیم اسلامی کا تاسیسی اجلاس ہوا میں بھی شامل ہوا اور کہا کہ "دیکھی جائے گی"۔ اس اجتماع میں امیر محترم نے ہمارے سامنے مطالبات دین رکھے۔ ہفتہ کے روز اجتماع ہوا کرتا تھا کہ اتوار کی چھٹی تھی لہٰذا انہوں نے ہمیں کہا کہ کرنے کا اصل کام یہ ہے۔ دِل ٹھکے تو صبح آ جایئے گا۔ بس سوچ بچار کیا تو دل ٹُھک گیا اور پھر سوچا کہ بے شک حنفی ہیں لیکن قرآن و سنت کی بات ہے لہٰذا تسلیم کرنی چاہئے۔ امیر محترم نے ہمیں بتایا کہ تنظیم کا ممبر بننے کے بعد ان حرام اور برے کاموں کو چھوڑنا ہو گا اور ان کاموں کو اختیار کرنا ہو گا' اگر یہ شرائط منظور ہیں تو پھر تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کیجئے گا۔

اس وقت تنظیم اسلامی تین سال کے لئے دستور کی بنیاد پر قائم تھی لہٰذا میں امیر تنظیم اسلامی کے ساتھ ہی تنظیم میں شامل ہوا حلف اٹھایا کہ اب زندگی میں اصل اہمیت اور فوقیت اسی کام کی ہو گی۔

☆ تنظیم اسلامی میں شمولیت کے بعد آپ نے کیا کیا؟

✪ سب سے پہلے میں نے اپنے محلے کی مسجد میں جناب مختار حسین فاروقی کا جو اِن دنوں حلقہ جنوبی پنجاب کے امیر ہیں' درس رکھا۔ یہ درس پورا ایک سال چلا۔ اس کے بعد پھر میں نے خود بیان کرنا شروع کر دیا۔ قرآن پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اور زبان کھول دی حالانکہ اس سے پہلے میں نے کبھی تقریر نہیں کی تھی۔ پھر میں نے عربی گرامر کی کلاس میں عربی زبان سیکھنے کے لئے داخلہ بھی لیا۔

☆ تنظیم اسلامی میں کس کس حیثیت سے کام کیا' یعنی آپ پر کون کونسی ذمہ داریاں رہی ہیں؟

✪ ۱۹۷۷ء میں تنظیم اسلامی کو دفتری معاملات کے لئے ایک قیم (سیکرٹری) کی ضرورت پڑی تو قرعہ فال میرے نام نکل آیا۔ کہا گیا کہ نوکری چھوڑ کر آؤ۔ میں چھ ماہ کی چھٹی لے کر قرآن اکیڈمی میں فیملی سمیت منتقل ہو گیا اور تنظیم کی تاریخ میں پہلی مرتبہ "پینڈو" انداز کا قیم بنا۔ چھ ماہ کی چھٹی کے خاتمہ پر دوسرا آدمی مل گیا اور میں دوبارہ دفتر چلا

گیا۔ ۷۹ء میں پھر چھ ماہ کی چھٹی لی۔ اُس زمانے میں تنظیم اسلامی کے قیم جناب قاضی عبدالقادر تھے لہٰذا مجھے ان کا نائب بنا دیا گیا۔ چھ مہینے بعد دونوں کی واپسی ہو گئی۔ تب چوہدری غلام محمد صاحب آئے تھے۔

۸۴ء میں تنظیم نے پھر کال دی کہ ایک عدد بندے کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا حاضر جناب۔ اس مرتبہ میں نے سوا سال کی چھٹی لی۔ اس مرتبہ مجھے امیر تنظیم اسلامی کی "خلافت" ملی اور میں امیر محترم کا سرحد اور پنجاب میں بااختیار خلیفہ بن گیا یعنی بیعت بھی لیا کرتا تھا۔ اسی دوران دو سالہ کورس کا آغاز ہوا تھا مجھے حکم ہوا کہ وقت اِدھر لگاؤ۔ میں نے اور میری بڑی بچی نے اِس کورس میں داخلہ لے لیا۔ پانچ دن کورس میں اور بقیہ دو دن باہر دعوت و تبلیغ میں لگتے۔ بہرحال اُس کورس کا ذاتی طور پر مجھے تو فائدہ ہوا لیکن بڑی بچی کا کورس کرنا چھوٹے بچوں کی تعلیم کا بھی ذریعہ بن گیا۔ پھر ۸۴ء میں دوبارہ دفتر "Join" کر لیا۔ اسی سال میری ترقی ہو گئی اور میں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر بن گیا۔ اسی دوران مجھے لاہور کی جنوبی تنظیم کا امیر بنا دیا گیا۔ ۸۷ء میں میرا تبادلہ فیصل آباد ہو گیا تو مجھے تنظیم اسلامی فیصل آباد کا امیر اور حلقہ وسطی پنجاب کا ناظم بنا دیا گیا۔ ۸۸ء میں میرا تبادلہ لاہور ہو گیا۔ پھر چھٹی لے لی اور حلقہ وسطی پنجاب کے قرب و جوار میں دعوتی کام کا آغاز کر دیا۔ امیر محترم کو رپورٹ دی گئی کہ بندہ "تحریکی" ہو گیا ہے، تقریر بھی اچھی کر لیتا ہے، لہٰذا طلبی ہو گئی اور پوچھا گیا کہ جناب سروس کتنی رہ گئی ہے اور کیا اب ریٹائرمنٹ لینے سے پنشن مل جائے گی کہ نہیں؟ کہا مل جائے گی۔ کیا نوکری چھوڑ دو گے۔ میں نے ہاں کہہ کر یکم جنوری ۹۰ء کو نوکری کو خیرباد کہہ دیا اور ہمہ وقتی کارکن کے طور پر تنظیم اسلامی کے مرکز میں رپورٹ کر دی۔ اللہ کا فضل ہے کہ پنشن سے رزق کا بندوبست ہو گیا لہٰذا مجھے اب معاش کی فکر نہیں رہی۔ مرکز میں ناظم بیت المال، ناظم تربیت، نائب امیر، قائم مقام امیر کے عہدوں پر فائز رہا ہوں۔ اس کے علاوہ متعدد مواقع پر حلقہ شرقی پنجاب، غربی پنجاب کا ناظم بھی رہا ہوں۔

☆ آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز کب ہوا اور آپ کے کتنے بچے ہیں؟

✪ میری شادی ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ۹ بچے دیئے جن میں ایک بچہ اللہ کو پیارا ہو گیا باقی بچوں میں ۷ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ میرے گھر میں سب نمازی ہیں۔ اہلیہ ان پڑھ ہونے کے باوجود دینی فکر کی حامل ہیں۔ لڑکیاں بھی ذہنی طور پر تنظیم میں شامل ہیں۔ صرف بڑی بچی تنظیم کی باقاعدہ رفیقہ ہے۔ میرے پانچ دامادوں میں سے تین داماد الحمدللہ تنظیم اسلامی میں شامل ہیں۔

☆ کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے زیر مطالعہ کونسی تفاسیر قرآنی رہی ہیں۔

✪ میں نے جن تفاسیر سے استفادہ کیا ہے اُن میں مولانا مودودی مرحوم کی تفہیم القرآن، مولانا اصلاحی مرحوم کی تدبر قرآن، شیخ الہند اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر عثمانی، تفسیر ابن کثیر اس کے علاوہ عربی میں فتح القدیر شامل ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں تخریج بخاری، احادیث الصحیحہ کے علاوہ فقہ کی کتابیں، فقہ اربعہ اور آسان فقہ زیر مطالعہ رہی ہیں۔

☆ آپ کا امیر محترم سے کبھی کسی مسئلے میں اختلاف بھی ہوا؟

✪ رائے کا اختلاف کئی مرتبہ ہوا ہے اور میں نے اپنا اختلاف امیر محترم کے سامنے ظاہر بھی کیا ہے۔

☆ آپ تنظیم اسلامی کی مرکزی ٹیم میں شامل ہیں۔ آپ بتانا پسند کریں گے کہ کیا آپ تنظیم اسلامی کی پیش رفت سے مطمئن ہیں؟

✪ میں ذاتی طور پر تنظیم اسلامی کی پیش رفت سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ انہیں جاننے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ اس کمی کا ازالہ کیا جا سکے۔

☆ بحیثیت ناظم آپ تنظیم کے تربیتی نظام سے مطمئن ہیں؟

✪ جی ہاں میں تنظیم اسلامی کے تربیتی نظام سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

☆ تنظیم اسلامی کی سب سے زیادہ کس چیز سے آپ متاثر ہیں؟

✪ اس کے بلند ترین فکر یعنی اقامت دین سے تو میں متاثر ہوں ہی مگر جب میں تنظیم اسلامی میں قربانیاں دے کر آنے والے رفقاء کو دیکھتا ہوں، تو بے حد متاثر ہوتا ہوں ان کے حال احوال جان کر ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

☆ آپ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ کس شخصیت سے متاثر ہوں؟

✪ سب سے پہلے میں اپنے گاؤں کے امام و خطیب سے متاثر ہوا وہ انتہائی درویش صفت انسان تھے جن کی وجہ سے مجھے قرآن و سنت سے خصوصی شغف حاصل ہوا۔ ان کے بعد میں امیر تنظیم اسلامی سے بے حد متاثر ہوں، جنہوں نے ہمیں فرائض دینی کا صحیح تر اور جامع تصور دیا۔

☆ بحیثیت ناظم تربیت آپ رفقاء کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

✪ رفقاء تنظیم سے ایک ہی بات عرض کرنا ہے کہ وہ قرآن و سنت سے زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کریں کیونکہ یہی چیز مشکل وقت میں مسلمان کے لئے استقامت و استقلال کا باعث بنتی ہے۔

ایک کمپیوٹر ڈسک (CD) میں پورے قرآن کا ترجمہ بمع مختصر تشریح!

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

کی آواز میں قرآن مجید کی مختصر و جامع تشریح پر مبنی

دورۂ ترجمہ قرآن---Compact Disk

تیار کرلی گئی ہے، ہدیہ۔/175 روپے

نوٹ: یہ کمپیوٹر ڈسک امسال ماہ رمضان میں کراچی میں ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل ہے۔

رابطہ: شعبہ سمع و بصر قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501 فیکس: 5834000

جمہوریت کو ہمیشہ سرمایہ داروں نے آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا

سرمایہ دارانہ نظام میں دولت برتری کی علامت، جبکہ غربت کا مطلب ہی ناکامی ہے

انسانوں کا بنایا ہوا کوئی نظام انسانوں کو یکساں عدل فراہم نہیں کر سکتا

امریکی جمہوریت کا بے لاگ جائزہ (۲)

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

میڈیا اور رائے عامہ :

دولت کے بل پر حکمرانی کی ایک مثال وہ ہے جو اسٹیبلشمنٹ کے زیر تسلط ذرائع ابلاغ پیش کرتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں رائے عامہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، کوئی بھی نظام جو رائے عامہ کو کنٹرول کرنے اور اسے ایک مخصوص رخ پر چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو اس معاشرہ کو آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہے۔ آپ نے لوگوں کے دماغ پر قبضہ کر لیا تو گویا لوگوں پر قبضہ کر لیا، اسی کو کہتے ہیں رائے عامہ بنانا۔ امریکی ذرائع ابلاغ پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ یہ چند بڑی میڈیا کمپنیوں کی ایک کارپوریشن ہے جس کی خبروں کی گردش پر اجارہ داری ہے۔ خبروں کی طاقت ایک ایسا آلہ ہے جس سے معاشرے کی سوچ اور خیالات تشکیل دیئے جاتے ہیں۔

کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اس کی ضروریات چند لوگوں کی وجہ سے پوری نہ ہوں۔ اگر عام آدمی کو اس کا شعور ہو جائے تو ان چند لوگوں کا زیادہ عرصہ تک اقتدار میں رہنا مشکل ہو جائے، عوام مل کر ایسے غاصبوں کو بہت جلد اقتدار سے علیحدہ کر دیں گے۔ امریکی اشرافیہ اس سے بے خبر نہیں لہٰذا مختلف لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی مسلسل کوششیں جاری رہتی ہے۔ اس کا بہترین طریقہ میل جول قائم رکھنا ہے، امریکی ہنڈیا اسی تصور کے تحت مسلسل چولہے پر چڑھی رہتی ہے۔ ہم آہنگی پیدا کرنا (integration) اور ادغام و انضمام (assimilation) کا عمل اسی حکمت عملی کا حصہ ہے۔ میڈیا اور تعلیمی ذرائع دماغوں کو اس طرح کنٹرول کرتے ہیں کہ لوگ اپنے مسائل بھول کر ان باتوں پر سوچنے میں لگ جاتے ہیں جن کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پیرنٹی نے "Democracy for the few" میں سیاستدانوں اور رائے عامہ کے درمیان جو تعلق ہے اس پر لکھا ہے کہ جب عوام کے جذبات کو ایک سطح تک ابھار لیا جاتا ہے تو لیڈروں کی طرف سے جواب آتا ہے جو یا تو معمولی مراعات کا اعلان ہوتا ہے یا تبدیلی اور جمہوری قدروں کی حوصلہ افزائی کا تاثر دیا جاتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ سیاسی لیڈروں کو آپ ہمیشہ عوام کی آواز پر لبیک کہتے سنیں گے لیکن ان کا مقصد اصل مسئلے سے عوام کی توجہ ہٹانا، ٹال مٹول، حوصلہ شکنی، اشک شوئی، جھوٹے وعدے اور کھلم کھلا جھوٹ ہوتا ہے یا بہت ہوا تو دکھاوے کا کوئی کام کر دیا جس سے بنیادی حقائق جوں کے توں رہتے ہوں۔

جو لوگ کسی بڑی تبدیلی کے نتیجے میں سب سے زیادہ متاثر ہو سکتے ہیں وہی یہ حربہ استعمال کرتے ہیں۔ جیمز میڈیسن کا کہنا تھا کہ اختلاف کے اسباب ختم نہیں ہو سکتے صرف اس کے اثرات کنٹرول کرنے پر توجہ دی جا سکتی ہے۔ پھیلاؤ سے روکنے (Containment) کی ترکیب آج سب سے اہم حقیقت ہے، یہ جاننے کے لئے گہری سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے کہ کسی قانون یا پالیسی کی منظوری سے جمہوری اصولوں کی فتح ہوئی ہے یا یہ Containment کا حربہ ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اصل قانون کیا ہے؟ اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس سے کس کو اور کس طرح فائدہ ہو گا؟ عوام پر اس کا کیا اثر ہو گا؟ ان سوالات پر بحث کا یہاں موقع نہیں ہے تاہم عوام میں پائی جانے والی کشیدگی کو پھیلنے سے روکنے کی ایک چھوٹی سی مثال شہری حقوق کی وہ تحریک ہے جس کے ذریعے قابو سے باہر ہوتے ہوئے پر تشدد اور علیحدگی پسندانہ جذبات کا رخ مارٹن لوتھر کنگ، جونیئر نے بہت ہی ہلکے اور نرم معاملے کی طرف موڑ دیا تھا۔

ایک جمہوری معاشرے میں رائے عامہ کی تیاری ایک "سرپرست" اور "آزاد" میڈیا کے توسط سے عمل میں نہیں آتی۔ جیسا کہ جمہوریت کے بارے میں کہا جاتا ہے، رائے عامہ ایک بہت ہی مخصوص قسم کے خیالات کا نام ہے جو معاشرے کے ایک قابل ذکر حصے میں اس طرح پائے جاتے ہوں کہ پورے معاشرے پر ان کا اطلاق کیا جا سکے۔ ایسے ہم آہنگ، واضح اور طاقتور خیالات پر مبنی رائے عامہ پر ادھر ادھر کے آزاد اور غیر متعلق ذرائع اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ رائے عامہ تشکیل دینے کے لئے مخصوص مسائل سامنے لا کر زبردست عوامی توجہ اور حرکت درکار ہوتی ہے، لہٰذا یہ کام ایک مستعد اور با معنی مشینری، میڈیا مشینری کے ذریعے ہی انجام دیا جا سکتا ہے جس کے مالک اور اسے چلانے والے با اثر لوگ ہوں۔

جمہوریت سے عوام کو حاصل ہونے والی اظہار رائے کی آزادی سرمایہ داروں کے تسلط کی وجہ سے عملاً کہیں بھی موجود نہیں۔ پیرنٹی کے مطابق امریکی میڈیا کی صورت حال یہ ہے کہ تین بڑے ٹیلی ویژن اور ریڈیو سلسلے ABC، NBC، CBS کاروباری اور مالیاتی کارپوریشنوں کے کنٹرول میں ہیں، ۳۴ ذیلی ٹیلی ویژن سٹیشن، ۲۰۱ کیبل ٹی وی سسٹم، ۶۲ ریڈیو سٹیشن، ۲۰ ریکارڈنگ کمپنیاں، ۵۹ میگزین جن میں ٹائمز اور نیوز ویک شامل ہیں، ۵۸ نیوز پیپر جن میں نیویارک ٹائمز، واشنگٹن پوسٹ، دی وال سٹریٹ جرنل اور لاس اینجلز ٹائمز شامل ہیں، ۴۱ بک پبلشرز اور کولمبیا پکچرز اور ٹوینٹیتھ سنچری فاکس جیسی فلمی کمپنیاں ABC، CBS اور NBC کے تین چوتھائی حصص چیز مین ہٹن، مارگن گارنٹی ٹرسٹ، سٹی بینک اور بینک آف امریکہ جیسے بنکوں کی ملکیت ہیں۔

کارپوریشنیں اور دیگر ادارے :

دولت مند اشرافیہ کی املاک صرف میڈیا مشین تک محدود نہیں بلکہ ان کے اصل مراکز ملٹی نیشنل کارپوریشنیں ہیں جہاں سے تمام کنٹرول کیا جاتا ہے۔ امریکہ کی چوٹی کی 500 کارپوریشنوں کا ایک تہائی ایک فرد یا خاندان کی ملکیت ہے۔ 1950ء سے 1986ء تک کے نسبتاً 37 سال کے عرصہ میں چوٹی کی 100 کارپوریشنوں کے

صنعتی اثاثوں میں 39.8 فیصد سے 61.1 فیصد اضافہ ہوا۔ سی رائٹ ملز اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کارپوریشن دولت کی طاقت اور حیثیت کا ذریعہ اور مرکز ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ 1890ء کے شرمن انٹی ٹرسٹ ایکٹ کے نفاذ کے باوجود 19 ویں صدی کے اختتام پر انتہائی تیزی کے ساتھ کارپوریشنیں آپس میں مدغم ہو رہی تھیں۔ 1898ء اور 1904ء کے درمیان لگ بھگ ایک تہائی امریکی کارخانے 318 بڑی بڑی کارپوریشنوں میں مدغم ہوئے جن کا مجموعی سرمایہ 7.3 بلین ڈالر تھا۔ ایک سرمایہ دارانہ معاشرہ میں کارپوریشنوں کا معاشی حیثیت کی بنا پر طاقت کا حامل ہونا کوئی انہونی بات نہیں۔ لہٰذا جو شے کارپوریشنوں اور صنعت کاروں کے مفاد میں ہوتی ہے وہی معاشرے کے مفاد میں شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ لڑائیاں تو ملازمتوں کو تحفظ دلانے کے لئے لڑی جاتی ہیں لیکن مراعات اور استثناعات کمپنیاں حاصل کر لیتی ہیں۔ 1950ء میں جب جی ایم کے صدر اور اس وقت کے سیکرٹری آف سٹیٹ' چارلس ای ولسن سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس قابل ہیں کہ جی ایم کی قیمت پر امریکہ کے حق میں فیصلہ کر سکیں تو ان کا کہنا تھا کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے اس لئے کہ برسوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ جو شے ملک کے لئے اچھی تھی وہ جنرل موٹرز کے لئے بھی اچھی تھی اور یہی بات اس کے برعکس بھی صحیح ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہماری کمپنی اتنی بڑی ہے کہ یہ ملکی مفاد سے علیحدہ شمار نہیں ہوتی۔

میڈیا اور ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے علاوہ بلامنافع خدمات فراہم کرنے والے ادارے اعلیٰ طبقے کے مفادات کیلئے بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیم' صحت اور ثقافت کے ادارے مثلاً یونیورسٹیاں' ہسپتال وغیرہ چلانے کیلئے بورڈ آف ٹرسٹیز یا بورڈ آف ڈائریکٹرز ہوتے ہیں جن کا تعلق معاشرے کے اسی اونچے خصوصاً صنعتی طبقے سے ہوتا ہے۔ ان کے پاس اتنے وسیع اختیارات ہوتے ہیں کہ بالفعل یہ ادارے ان کی نجی ملکیت کے طور پر کام کرتے ہیں۔

جدید دور میں کنٹرول حاصل کرنے کے لئے صرف قوت اور قانون سے کام نہیں چلتا۔ سکول' چرچ' ادیب اور صحافی یہ تعلیم دینے میں مصروف رہتے ہیں کہ دولت برتری کی علامت ہے' غربت کا مطلب ہی ناکامی ہے۔ سول وار ختم ہوئی تو رسل کانویل نام کا ایک آدمی جو ییل (yale) لاء سکول کا گریجویٹ' وزیر اور سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں کا مصنف تھا لوگوں کو یہی وعظ سنایا کرتا تھا' اس کا کہنا تھا کہ کوئی بھی شخص دیانتداری سے محنت کر کے امیر بن سکتا ہے' دولت کی کمی نہیں۔ چنانچہ اس کا کہنا تھا کہ امریکہ کے 98 فیصد امیر دیانتداری کی وجہ سے دولت کے مالک بنے ہیں۔ کانویل ٹمپل یونیورسٹی کا بانی تھا' ملک بھر میں جتنے کالج تھے انہیں راک فیلر کی طرف سے عطیات موصول ہوتے تھے۔ اس کے تعاون سے یونیورسٹی آف شکاگو' ہنٹنگٹن اور سنٹرل پیسیفک قائم ہوئیں اور دو نیگرو کالجوں کے لئے رقم دی۔ کارنیگی نے کالجوں اور لائبریریوں کے لئے رقوم دیں۔ جانز ہاپکنز کی بنیاد ایک کروڑ پتی تاجر نے رکھی تھی اور کروڑ پتی کارنیلیس وینڈربلٹ (Vanderbilt) عزرا کارنیل' جیمز ڈیوک اور لی لینڈ سٹینفورڈ نے اپنے نام پر یونیورسٹیاں قائم کیں۔

امراء نے اس طرح اپنی بے پناہ دولت میں سے کچھ رقم خرچ کر کے اپنی انسانی دوستی کی دھاک بٹھالی۔ ان کی قائم کی ہوئی علمی درسگاہوں میں مخالفین کی حوصلہ شکنی کی جاتی۔ ان سے درمیانہ طبقہ کے لوگ فیض یاب ہو کر اساتذہ' ڈاکٹر' وکلاء' منتظم' انجینئر' کاریگر اور سیاستدان میدان میں آئے جن کی خدمات اس نظام کو چلانے میں مدد و معاون ثابت ہوئیں اور مخالفین کے مقابلہ میں ایک وفادار غیر جانبدار طبقہ وجود میں آیا۔

حاصل مطالعہ :

جمہوری نظام کے تحت کبھی بھی تمام لوگوں کو اقتدار حاصل نہیں ہوا۔ کئی مواقع پر عوام کو دی گئی "آزادی" بری طرح مجروح ہوئی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جمہوریت کو ہمیشہ سرمایہ داروں کے آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے بطور تصور جمہوریت ایک خراب جسمانی عضو ہے جو خود اپنے وجود اور غلبے کو برقرار رکھنے سے بھی عاجز ہے' چہ جائیکہ اس سے نوع انسانی کے مسائل حل کرنے میں مدد مل سکے۔ جمہوریت کی ناکامی میں ان غیر حقیقت پسندانہ اور غیر انسانی مقاصد کو دخل حاصل ہے جن کے پورا کرنے کی یہ کوشش کرتی ہے۔ انسانی مساوات کی جو خیالی اور بناوٹی تصویر یہ دکھاتی ہے اسے حقیقت کا روپ دینا ممکن نہیں رہا۔ جمہوریت کے راستے سے انسانوں کو درپیش بہت سارے مسائل کا حل اس لئے بھی ممکن نہیں کہ اس کی اپنی تخلیق انسانوں کے ہاتھوں ہوئی ہے۔

سرمایہ داری نظام کی تاریخ اس لامتناہی جبر و استبداد کی گواہ ہے جس سے نوع انسانی گزر رہی ہے۔ یہ وہ استحصالی نظام ہے جو مسائل کے پیدا کرنے والا اور ان میں شدت لانے کا باعث تو ہو سکتا ہے مسائل کے حل کرنے میں کوئی مدد فراہم نہیں کر سکتا۔ یہ نظام پورے معاشرے کو چند امراء کے ایک گروہ کی بالادستی اور قوت کے قیام کو یقینی بناتا ہے۔ اس نظام کی چیرہ دستیوں سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ انسانوں کا بنایا ہوا کوئی نظام تمام انسانوں کو یکساں عدل فراہم نہیں کر سکتا۔

امریکی معاشرہ ہمیشہ سرمایہ دارانہ رہا ہے چاہے یہاں کتنا ہی جمہوریت اور آزادی کا ڈھنڈورہ پیٹا جائے۔ آپ کو جمہوریت کے لبادے میں صاف صاف سرمایہ داری نظر آئے گی۔ قوت نافذہ صرف ایسے چند گروہوں کے پاس ہے جن کا ملکی وسائل' دولت اور صنعت پر کنٹرول ہے اور وہ اسے باقی دنیا سے بے نیاز اپنے نفع اور مفاد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ آج نوع انسانی جن مسائل اور مشکلات میں جکڑی ہوئی ہے وہ امریکہ اور اس کے حواری سرمایہ دار ممالک کا دنیا پر تسلط کا نتیجہ ہے۔

دو باتیں ایسی ہیں جنہیں اہمیت دیئے بغیر نوع انسانی کو درپیش مسائل کا حل ممکن نہیں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین جلد یا بدیر ناکامی سے دوچار ہو کر رہیں گے' اس لئے کہ بعض کمزوریاں اور مجبوریاں انسانی وجود کا حصہ ہیں۔ اگر یہ بنیادی بات سمجھ میں نہیں آئے گی تو جو بھی نظام وجود میں آئے گا اس کا حشر وہی ہو گا جو جمہوریت اور سرمایہ داری کا ہوا ہے۔ حقیقی عادلانہ نظام صرف ایک ہی ہے' جو ہم سب کے پیدا کرنے والے نے ہمیں دیا ہے۔

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مرکزی مجلس عاملہ کے خصوصی اجلاس منعقدہ ۳ جون میں فیصلہ کیا ہے کہ

☆ ڈاکٹر عبدالخالق نائب امیر کے ساتھ ساتھ امیر حلقہ پنجاب شرقی کی اضافی ذمہ داری بھی سرانجام دیں گے۔

☆ جناب پروفیسر فیاض حکیم جو قبل ازیں امیر حلقہ پنجاب شرقی کے فرائض ادا کر رہے تھے' اب "نائب امیر برائے لاہور" کی حیثیت سے امیر حلقہ پنجاب شرقی کے معاون کی حیثیت سے کام کریں گے۔

☆ جناب محمد اشرف وصی کو تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کا امیر مقرر کر دیا گیا ہے جبکہ جناب محمد وسیم کو تنظیم ہذا کا ناظم مقرر کر دیا گیا ہے۔

انتقال پرملال

لاہور کے ابوالمہتاب چوہدری کے سسر جناب مومن خان کا پچھلے دنوں انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

☆ ☆ ☆

نقیب اُسرہ گلشن راوی لاہور اخلاق احمد کے قریبی عزیز کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کی درخواست ہے۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب شمالی کا ہمک (اسلام آباد) میں دو روزہ پروگرام

۱۵/ مئی کو حلقہ پنجاب شمالی کے تحت ایک دو روزہ پروگرام ہمک (اسلام آباد) میں منعقد کیا گیا۔ حسب پروگرام راولپنڈی دفتر سے ہمک جامع مسجد پہنچے۔ پروگرام کا آغاز مغرب کی نماز کے بعد حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم جناب شمس الحق اعوان کے درس قرآن سے ہوا۔

سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے شمس الحق اعوان نے کہا کہ ایمان ایک دعویٰ ہے اور رب کریم ایسا دعویٰ کرنے والوں کو ضرور آزماتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی مختلف طریقوں سے آزمایا گیا۔ آج بھی جو لوگ ایمان لا کر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، رب کریم ان کو ان کے اس دعوے میں لازماً آزماتا ہے۔ اللہ وہ ذات ہے جو ہم سے بڑھ کر ہماری ضروریات سے واقف اور خود ہم سے بھی بڑھ کر ہمارا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اقامت دین کا کام کرنے والوں کو ان تمام آزمائشوں میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں استقامت اختیار کرنا ہوگی۔ سوالوں کے جوابات بھی شمس الحق اعوان نے دیئے۔

دوسرے روز رفقاء نے نماز تہجد کے لئے نوافل ادا کئے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد محترم گوندل صاحب نے "دین اور مذہب کا فرق" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد آٹھ بجے تربیتی پروگرام شروع ہوا، جس میں مطالعہ لٹریچر اور مختلف موضوعات پر مذاکرے شامل تھے۔ یہ پروگرام نماز ظہر تک جاری رہا، جس میں تعارفی نشست بھی شامل تھی۔ نماز عصر سے ایک گھنٹہ پہلے پھر مذاکرے اور لٹریچر کا مطالعہ شروع ہوا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد ایک مظاہرے کی شکل میں رفقاء بینرز اور ٹی بورڈ لے کر مسجد سے روانہ ہوئے۔ اورنگزیب عباسی صاحب نے مائیکروفون پر تنظیم کی دعوت اور شام کے پروگراموں کے بارے میں گفتگو کی۔ مغرب کی نماز کے بعد فرائض دینی کے جامع تصور کے موضوع پر شمیم اختر صاحب نے گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر محترم شمیم صاحب ہی نے خطاب کیا۔ سوالات کے جوابات کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اگلے دن فجر کی نماز کے بعد رفیق محترم فاروق صاحب نے سورۃ القیامہ کی آیات کا درس دیا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد آٹھ بجے سے نو بجے تک ساتھیوں نے مذاکرے کی شکل میں تنظیم اسلامی کی دعوت، دین و مذہب کا فرق، فرائض دینی کا جامع تصور، منہج انقلاب نبویؐ، ربیعت کے موضوع پر گفتگو کی۔ بعد ازاں اسلامی انقلاب کیا، کیوں، کیسے کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ نو بجے نیاز صاحب کی رہائش گاہ پر ڈاکٹر صاحب کا خطاب "تنظیم اسلامی کی دعوت" بذریعہ ویڈیو کیسٹ سنا گیا۔ بعد ازاں رفقاء نے اس دو روزہ پروگرام کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے۔

(رپورٹ: حافظ شفیق احمد اعوان)

لاہور جنوبی کی دعوتی سرگرمیاں

"دعوت فورم" کے عنوان سے تنظیم اسلامی لاہور جنوبی نے ایک نئے پروگرام کا آغاز کیا ہے تاکہ عوام الناس کو مختلف انداز سے دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے اور ساتھ ہی ساتھ تنظیم کے باصلاحیت رفقاء کے لئے تقریر اور درس قرآن دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

یہ پروگرام جمعہ ۲۲ مئی کو دفتر لاہور جنوبی واقعہ سمن آباد کے سبزہ زار میں آٹھ بجے شب منعقد ہوا۔ پروگرام کی صدارت لاہور جنوبی کے امیر غازی محمد وقاص نے کی۔ راقم نے تلاوت و ترجمہ قرآن سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعد ازاں لاہور جنوبی کے امیر نے پروگرام کی غرض و غایت بیان کی۔ راقم نے سورۂ عصر کا درس دیا۔ اسرہ رحمان پورہ کے نائب نقیب پرویز اقبال نے "غلطیوں کی اصلاح کا نبوی طریق کار" کے موضوع پر ماہنامہ میثاق کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں ناظم تنظیم محمد عباس نے اپنا تفصیلی تعارف پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ شارجہ میں دوران قیام میرا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا، پاکستان آکر جب امیر محترم کی پیش کردہ دعوت تبلیغی جماعت سے مختلف محسوس ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خطبات جمعہ میں امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کو بھی واضح کیا جاتا ہے اور اس میں اقامت دین کا تصور بھی موجود ہے۔ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد موصوف کے روز و شب میں نمایاں تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ تنظیم کے اکابرین قمر سعید قریشی، اور امیر حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم کے مفید مشورے اور تعاون انہیں حاصل ہے۔ اس کے بعد اسرہ کینال ویو کے نقیب جناب اختر سیال نے "راہ حق کے متلاشی" کے عنوان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سیرت بڑے دلنشین انداز سے بیان کی۔ پروگرام کے آخر میں جہاں زیب برکی نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی۔ نماز عشاء کے ساتھ یہ پروگرام ختم ہو گیا۔ (رپورٹ: عزیز حکیم)

ناظم حلقہ آزاد کشمیر
خالد محمود عباسی کا دورۂ سنگولہ

ضلع باغ سنگولہ میں ناظم حلقہ کے ساتھ ۲۱، ۲۲/ مئی بروز جمعرات و جمعہ دعوتی دورۂ کا پروگرام طے ہوا۔ راقم اور برادرم شبیر احمد اعوان کا تعلق اسی گاؤں سے ہے۔ باغ شہر سے رفیق تنظیم زراب عباسی بھی اس پروگرام میں ہمارے ساتھ شریک رہے۔ ہائی سکول ساہلیاں ملاپایوں میں درس قرآن کا پروگرام صدر معلم کے تعاون سے ہوا۔ اس پروگرام میں سٹاف ممبران و طلباء شریک ہوئے۔ ناظم حلقہ نے سورۂ نور آیت ۵۵ کے حوالے سے خطاب کیا۔ گاؤں ساہلیاں ملاپایوں سے سنگولہ تک کا پورا سفر دو گھنٹے میں پیدل طے کیا گیا۔ ساڑھے چار بجے دونوں مہمان برادرم شبیر احمد اعوان کے گھر پہنچے، جہاں بعد نماز عصر راقم کے مکان پر درس قرآن کا پروگرام ہوا۔ ناظم حلقہ نے حاضرین مجلس کو دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ رات کے کھانے اور قیام کا انتظام برادرم شبیر احمد اعوان کے گھر تھا۔ دوسرے دن کا پہلا پروگرام ساڑھے گیارہ بجے ہائر سیکنڈری سکول سنگولہ میں ہوا جس میں پرنسپل صاحب اور سٹاف ممبران نے شرکت کی۔ ناظم حلقہ نے "فرائض دینی کا جامع تصور" واضح کیا۔ دوسرا پروگرام ادارہ ہذا سے ملحق جامع مسجد میں خطاب جمعہ کا تھا۔ جمعہ کے موقع پر دیہات کی حد تک کثیر تعداد میں لوگ دعوتی اجتماع میں شریک ہوئے۔ (رپورٹ: نذیر احمد اعوان)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا دعوتی اجتماع

حلقہ لاہور میں تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا ماہانہ دعوتی اجتماع ۱۷/ مئی کو بعد نماز مغرب متصل غنی مسجد سنت نگر میں منعقد ہوا۔ پروگرام سے دو روز قبل نقیب اسرہ نثار احمد خاں، شجاع الدین، زاہد اسلم، نصیر احمد خان اور شکور احمد شمسی کی خصوصی کاوشوں سے ۳۰۰ کی تعداد میں ہینڈ بل تقسیم کئے اور احباب کو فرداً فرداً بھی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ پروگرام کا آغاز راقم نے تلاوت کلام قرآن سے کیا۔ لاہور وسطی کے رہنما شیخ نفیس احمد نے "پاکستان میں نظام خلافت کیسے قائم ہوگا؟" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کرنے والوں کو زمین میں خلافت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بننے سے قبل ہمیں اسلام کی مذہبی تعلیمات نماز روزہ وغیرہ پر عمل کرنے سے انگریز کا قانون نہیں روکتا تھا جبکہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر انہوں نے اپنا قانون نافذ کیا ہوا تھا۔ اسی لئے تحریک پاکستان میں آزاد خطۂ زمین کا مطالبہ کیا گیا تاکہ دین اسلام کی مکمل تعلیمات کے مطابق نظام زندگی قائم کر کے دنیا کے لئے ایک نمونہ قائم کیا جا سکے مگر پچاس سال گزرنے کے باوجود یہ مقصد شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا موجودہ باطل نظام میں صرف دعوت و تبلیغ یا انتخابی سیاست کے راستے سے دین اسلام کے غلبہ کی کوشش نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوگی۔ نبی اکرمؐ کے منہج انقلاب کے مطابق جدوجہد کرنے ہی سے نظام خلافت قائم ہوگا۔

(رپورٹ: تجمل حسین میرا)

حلقہ خواتین اسرہ سرگودھا کی کارگزاری

حلقہ خواتین اسرہ سرگودھا کا ماہانہ اجتماع ۱۴ مئی ۱۹۹۸ء بروز جمعرات قرآن ہال سرگودھا میں نماز عصر کے بعد شروع ہوا۔ اجتماع میں تقریباً ۳۵ خواتین نے شرکت کی۔

اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ دخترِ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنا مختصر تعارف کرایا اور عظمت قرآن کے موضوع پر جامع اور مدلل درس دیا۔ تمام خواتین نے اسے بڑی توجہ سے سنا اور پسند کیا۔ بعد ازاں ایک رفیقہ نے جو کہ حال ہی میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے آئی ہیں' اپنے تاثرات بڑے دلنشیں انداز میں پیش کئے۔ عظمت قرآن کے موضوع پر ایک رفیقہ نے تقریر کی۔ نعت رسول مقبولؐ کے بعد اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ خواتین نے شعبہ لائبریری و مکتبہ کے معائنہ کے دوران امیر محترم کی تصانیف میں دلچسپی کا اظہار کیا اور مکتبہ سے کئی کتب حاصل کیں۔ (رپورٹ : اللہ یار)

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کا دعوتی و تربیتی پروگرام

۷ جون ۱۹۹۸ء کو تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے تحت قرآن اکیڈمی لائبریری میں ایک دعوتی و تربیتی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اس پروگرام کو ورکشاپ کی شکل میں مرتب کیا گیا تھا۔ آغاز میں رشید ارشد نے پروگرام کی تفصیل بیان کی۔ تعارف کے بعد "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر لیکچر دیا۔ پروجیکٹر پر سلائیڈز کے ذریعے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ لیکچر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس کے بعد تمام حاضرین کو ایک سوالنامہ دیا گیا جس میں موضوع سے متعلق مختصر سوالات درج تھے۔ سوال نامہ حل کرنے کے بعد حاضرین کو مختلف گروپس میں تقسیم کر کے ہر گروپ کا ایک لیڈر مقرر کر دیا گیا۔ ہر گروپ نے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی اور اپنے گروپ کی presentation تیار کی۔ طریقہ کار یہ تھا کہ ہر گروپ کے پاس دس سے بارہ منٹ تھے جس میں اُس نے موضوع کو اپنے انداز میں بیان کرنا تھا۔ ہر گروپ لیڈر نے موضوع کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک ساتھی نے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حاضرین جن کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی' نے بہت عمدگی اور اعتماد کے ساتھ اپنے حصے کے موضوع کو بیان کیا۔ آخر میں حاضرین میں تجاویز و تاثرات فارم تقسیم کئے گئے۔ تاثرات پڑھ کر اندازہ ہوا کہ حاضرین نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔ ٹیم ورک اور اعتماد میں اضافہ کے لئے یہ پروگرام بہت مفید ثابت ہوا۔ شرکاء نے ایسے پروگراموں کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ اس پروگرام میں ۱۲ رفقاء اور ۲۲ احباب نے شرکت کی۔

امیر حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی امراء سے مشاورت

۳۰ مئی ۹۸ء کو دفتر حلقہ ۴۔اے مزنگ روڈ لاہور میں بعد نماز مغرب لاہور کے امراء کا اجلاس ہوا۔ آغاز تلاوت قرآن حکیم سے کیا گیا۔ تلاوت و ترجمہ کی ذمہ داری جناب علاؤ الدین خان نے نبھائی۔ امیر حلقہ جناب فیاض حکیم نے مقامی امراء سے ۲۷ مئی ۹۸ء کے مظاہرے بعنوان "ایک نہیں دو دھماکے" پر اظہار خیال کے لئے کہا۔ تمام امراء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ماہ جون ۹۸ء کے لئے دو عدد دو روزہ پروگرام طے کئے گئے۔ ایک دو روزہ پروگرام ۷' ۸ جون کو ضلع قصور کے لئے گیا۔ دوسرا پروگرام ۲۰' ۲۱ جون کو حجرہ شاہ مقیم کے لئے روانہ ہو گا۔ امیر حلقہ نے مقامی امراء سے کہا کہ وہ ان پروگراموں کے لئے رفقاء کے نام قبل از وقت دفتر حلقہ کو ارسال کریں تاکہ انتظامات میں سہولت رہے۔

ماہ جون میں شب بیداری کیلئے ۲۷ جون کا دن طے کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام قرآن اکیڈمی میں منعقد کیا جائے گا۔ امیر حلقہ کے استفسار پر امراء نے اساتذہ کرام سے کئے جانے والے رابطوں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ امیر حلقہ نے تمام امراء کو ہدایت کی کہ وہ ہر ماہ کے آغاز میں ماہانہ پروگراموں کی پیشگی اطلاع معتمد حلقہ کو ارسال کر دیا کریں تاکہ ان اطلاعات کو ندائے خلافت میں اشاعت کیلئے بھیجا جا سکے۔

لاہور جنوبی کی ماہانہ میٹنگ

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کی ماہانہ میٹنگ کی صدارت امیر جنوبی لاہور جنوبی غازی محمد وقاص نے کی۔ میٹنگ کا انعقاد دفتر تنظیم اسلامی واقع سمن آباد میں ہوا۔ درس قرآن کی سعادت فیاض احمد نے حاصل کی جنہوں نے سورۃ الشوریٰ کی آیات ۳۶ تا ۴۴ کا انتخاب کرتے ہوئے اہل ایمان کی خصوصیات بیان کی۔ انسانوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ تو فقط دنیا گزاری کے لئے ہے یہ دنیا جھوٹی ہے اور eternal بھی نہیں۔ جبکہ آخرت کی زندگی تو ابدی ہے' لہٰذا اللہ کے ہاں کا اجر و ثواب ہمیشہ ہمیش کے لئے ہے مگر مستحق وہ لوگ ہیں جن کی صفات یہ ہوں کہ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں' اسی پر توکل کرتے ہیں دنیاوی اسباب پر نہیں۔ بے حیائی اور فحاشی سے خود کو بچاتے ہیں' غصہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور مقتدر اعلیٰ کا حکم برضا و رغبت مانتے ہیں۔ اقامت صلوٰۃ ان کا وصف ہے' ان کے آپس کے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں جتنا بھی اللہ نے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے اسے فقط اللہ کی خوشنودی کے لئے راہ حق میں خرچ کرتے ہیں۔ جب کوئی ان پر ظلم ڈھاتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں مگر اسی قدر جس قدر اُن پر ظلم کیا گیا ہو۔ ظالم کے لئے سزا ضروری ہے ورنہ ظلم progate کرتا ہے اسی لئے تو ظلم کو مزید پھلنے پھولنے سے روکنے کے لئے قانون بنایا اور نافذ کیا جاتا ہے تاکہ کوئی ظالم بے لگام نہ ہونے پائے۔ اہل ایمان کا یہ وصف بھی ہے کہ درگزر کرتے ہوئے اصلاح کا ذریعہ بنتے ہیں ایسوں کے لئے اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ ظالم و جابر ہی اللہ کے دردناک عذاب کے مستحق ہیں جو اللہ کی دھرتی پر فساد برپا کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ صابر و شاکر بڑے اولوالعزم لوگ ہوتے ہیں۔ محترم مدرس نے اس ضمن میں سفر طائف کا واقعہ پیش کیا کہ اہل طائف ظالم تھے مگر حضورؐ نے ان کو پہاڑوں کے بیچ تباہ و برباد کروانے کی بجائے معاف کرنے کا فیصلہ کیا کہ شاید ان کی آئندہ نسل ایمان سے بہرہ ور ہو۔

درس قرآن کے بعد غازی محمد وقاص صاحب نے ماہ اپریل کی رپورٹ پیش کی۔ اُسرہ ڈھولن وال میں نئے رفیق محمد یوسف زاہد نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ ماہ اپریل میں ۳۶ رفقاء نے ذاتی رابطہ کر کے احباب کو تنظیم اسلامی کا پیغام پہنچایا۔

فیاض اختر میاں نے کہا کہ حضرت حسین ؓ نے "اسلام کے سیاسی نظام" کو ملوکیت میں بدلنے کے لئے جہاد کیا۔ علماء کرام نے خانقاہی نظام اپنایا' مولانا ابوالکلام آزاد' خیری برادران اور مولانا مودودی اپنے اپنے دور میں اسلامی دعوت و انقلاب کے لئے سرگرداں رہے مگر انقلابی طریق کار کو خیرباد کہتے ہوئے مروجہ سیاسی طریقہ کار اپنا لیا۔ اللہ کا فضل و کرم ہوا کہ ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی پر کہ ان کے اندر ایک پیکر عظیم پیدا کیا اور پورا خاندان انقلاب محمدیؐ پر گامزن ہے۔

ناظم دعوت گلریز اشرف قریشی نے ذاتی رابطہ سے متعلق چند عملی صورتیں بیان کیں اور کہا کہ ذاتی رابطہ ہی "base" ہے جب تک تعلق ہی نہ بنایا جائے گا ہم تنظیم اسلامی کا پیغام کیسے عام کریں گے! مختلف معاشرتی محفلوں میں لوگوں سے رابطے کئے جائیں' انہیں اسلامی طرز معاشرت سے بھی آگاہ کیا جائے اور brain washing کرتے ہوئے بتدریج تنظیم اسلامی کا پیغام پہنچایا جائے۔ ہر اُسرہ میں رفقاء کی خواتین کا تعارفی پروگرام کا اہتمام کیا جائے۔ ہر اُسرہ دعوتی پروگرام کا انعقاد کرے۔ اساتذہ اور صاحب حیثیت حضرات سے ملاقات کی جائے اور انہیں تنظیم اسلامی کا تعارف اور پیغام پہنچایا جائے تاکہ عوام الناس کو بیدار کیا جا سکے۔

آخر میں چوہدری عباس نے منافق کی چار خصلتوں سے متعلق حدیث مبارکہ کا درس دیا اور یوں یہ اجلاس دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : ابوالمہتاب راشدی)

سواڑی ضلع بونیر کے نقیب اُسرہ کی سرگرمیاں

۲۲ مئی بروز جمعہ نقیب اُسرہ محمد ایاز اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ رفقاء اُسرہ سے ملاقات کے لئے ناوگئی پہنچے جہاں رفیق تنظیم سعید زاہد سے ملاقات ہوئی۔ انہیں لٹریچر کا مطالعہ کرنے اور نبی اکرمؐ کے اصل مشن اور غلبہ دین کے طریقہ کار کو سمجھنے کی ترغیب دلائی گئی۔ ناوگئی سے گمرئی پہنچے' جہاں رفیق تنظیم عبدالرحمٰن سے ملاقات ہوئی ان کے والد مولانا فضل الرحمٰن اور بھائی عنایت الرحمٰن سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُن کے والد صاحب گمرئی ہائیر سیکنڈری سکول میں معلم ہیں اور اپنے گاؤں کی مسجد میں امام اور خطیب بھی ہیں ان کا سابقہ تعلق جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام سے رہا ہے۔ تینوں حضرات سے تنظیم اسلامی کے ان کے طریقہ کار کے حوالے سے مفصل گفتگو ہوئی گفتگو کے بعد تینوں ساتھیوں نے رابطہ بڑھانے پر لٹریچر' میثاق اور ندائے خلافت کے اجراء کے لئے تعاون کی درخواست کی۔

(رپورٹ : محمد صدیق سواتی)

علاج کے لئے مالی تعاون کی استدعا

اسرہ بیروٹ عباسیاں (آزاد کشمیر) کے رفیق تنظیم' برادرم شبیر صاحب کے ایک بھائی سروسز ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں جو کہ گردے کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ان کی مالی حالت ایسی نہیں کہ اپنے بھائی کا علاج کروا سکیں۔ گردہ خریدنے کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ گردہ کی قیمت کے علاوہ مزید علاج کے لئے بھی اخراجات کی ضرورت ہو گی۔ اہل ثروت اور مخیر حضرات سے استدعا ہے کہ درج ذیل پتے پر ان سے رابطہ کریں!

محمد بشیر ولد محمد صدیق' یورالوجی وارڈ بیڈ نمبر9

سروسز ہسپتال لاہور فون : 7588351

والسلام

عبدالرحیم افتخار

نقیب اسرہ بیروٹ عباسیاں

حلقہ آزاد کشمیر

گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج گجرات میں ناظم حلقہ گوجرانوالہ کا خطاب

ناظم حلقہ گوجرانوالہ ایک عرصہ سے تعلیمی اداروں اور شعبہ تعلیم سے وابستہ افراد پر خصوصی محنت کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں گجرات کے ایک اہم بزرگ رفیق حاجی اقبال صاحب نے ۴ جون کو گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج گجرات میں اساتذہ سے خطاب کا انتظام کیا۔ ان دنوں ضلع گجرات کے اساتذہ کالج ہذا میں ریفریشر کورس کر رہے تھے جس میں پی ٹی سی' سی ٹی اور ایس ایس ٹی اساتذہ شامل ہیں۔ دعوتی پروگرام کا انعقاد کالج کے ایک بڑے ہال میں کیا گیا جس میں تقریباً پونے دو سو اساتذہ نے شرکت کی۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض رفیق تنظیم جمشید گجر صاحب نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن سے کیا گیا' تلاوت کے بعد تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ جناب شاہد اسلم کو دعوت خطاب دی گئی موضوع گفتگو "موجودہ حالات میں اساتذہ کی دینی ذمہ داریاں" تھا۔

ناظم حلقہ نے اساتذہ کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ طلبہ کو ایسی تعلیم دی جائے جو قومی سطح پر زندگی کے تسلسل و ترقی میں ان کی دستگیری کرے۔ ناظم حلقہ نے اقبال کے شعر کے حوالے سے کہا کہ

تو ان کو سکھا خارہ شگافی کے طریقے
مغرب نے سکھایا انہیں فن شیشہ گری کا

موصوف نے طبقاتی تعلیم کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ نظام تعلیم ہمیں سیکولرزم کی طرف لے جا رہا ہے جس میں اسلام کو اب دین کی بجائے مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تہذیب الحاد کے سامنے ایک مضبوط بند باندھا جائے۔ اس کے لئے موصوف نے مسلمانوں پر عائد ہونے والی دینی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس کے غلبہ کے لئے بھی نبوی طرز پر جدوجہد کرنا ہو گی۔

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی و خود گری کا

(حافظ مشتاق ربانی)

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ایٹمی دھماکوں سے پاکستان عرب ممالک کی نظر میں سپر طاقت بن گیا۔ (وائس آف جرمنی)

✪ "الحمدللہ والمنہ"

☆ چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات چاہتے ہیں (بھارت)

✪ پاکستان کے جوابی ایٹمی دھماکوں کا "ادنیٰ" کرشمہ!

☆ افغانستان میں زلزلہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے آیا۔ (آل انڈیا ریڈیو)

✪ یہ "آل انڈیا ریڈیو" ہے کہ ریڈیو گپستان!

☆ ۲۹۵ سی کا غلط استعمال غیر اسلامی اور غیر جمہوری ہے۔ (طاہر القادری)

✪ غلط استعمال تو ہر چیز کا برا ہوتا ہے آپ کا واویلا صرف ۲۹۵ سی کے خلاف ہی کیوں؟

☆ بھارتی ایجنٹوں کو اب کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ (نواز شریف)

✪ میاں صاحب ایسا عملاً بھی کر کے دکھایئے نا!

☆ حکومت عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ (بے نظیر بھٹو)

✪ بالکل ہمارے دور حکومت کی طرح!

☆ مسئلہ کشمیر ہمارا درد سر ہے دنیا کا نہیں (بھارتی وزیر خارجہ)

✪ پنڈت جی! کہیں یہ درد سر آپ کی "بھارت ماتا" کے لئے موت کا پیغام نہ بن جائے۔

☆ جو ہوا بھول جائیں' آئندہ ججوں کا تقرر بار کے مشورے سے ہو گا۔ (چیف جسٹس)

✪ یعنی آئندہ کے "مک مکا" میں وکلاء بھی حصہ دار ہوں گے!

☆ بھارت بے سروپا الزامات کا سلسلہ بند کر دے ورنہ سنگین نتائج کیلئے تیار رہے۔ (چین کا انتباہ)

✪ ورنہ "ایٹمی چورن" سے بھارتی "نیتاؤں" کی بدہضمی کا کامیاب علاج کرنا ہی پڑے گا۔

☆ وی آئی پی کلچر ختم کر کے ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ (عمران خان)

✪ ہر وہ سیاسی لیڈر جو اقتدار سے باہر ہو' اسی قسم کے بیانات دیتا ہے!

☆ بے نظیر بھٹو نے پہلے ایٹمی دھماکوں کا مطالبہ کیا' اب مخالفت کر رہی ہیں۔ (مشاہد حسین)

✪ "گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا تو کوئی ان سے سیکھے"

☆ بعض جرنیل بھی بدعنوان ہیں' صحافی ان کے خلاف بھی لکھیں۔ (اصغر خان)

✪ خان صاحب! براہ کرم ان "بعض" جرنیلوں کے نام تو بتا دیں!

☆ ایران کو "اسلامی بم" تیار کرنا ہو گا! (ایرانی اخبار کا حکومت کو مشورہ)

✪ بالکل پاکستان کی طرح

☆ عالمی طاقتیں بھارت سے کشمیر چھیننا چاہتی ہیں۔ (کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ)

✪ "غدار ابن غدار" جی! اب کشمیر بھارت کا اٹوٹ نہیں رہے گا' ان شاء اللہ

☆ میں بہت چالاک ہوں (بے نظیر)

✪ محترمہ کس کافر کو آپ کی چالاکی پہ شک ہے!

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷' شمارہ ۴۲
سالانہ زرِ تعاون - /۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

سربوں کے مظالم' کوسوو سے ۵۰ ہزار مسلمانوں کی ہجرت

البانوی نژاد مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل کوسوو صوبے میں سربیائی فوج کے آپریشن کے دوران ۵۰ ہزار مسلمان گھربار چھوڑ کر محفوظ مقامات کی طرف ہجرت کر گئے ہیں ان میں سے ۵ ہزار البانیہ اور ۵ ہزار افراد مونٹی نیگرو پہنچ گئے ہیں۔ سربیائی افواج ان دنوں آزادی کا مطالبہ کرنے والے صوبے کوسوو میں شہریوں کا قتل عام شروع کئے ہوئے ہیں۔ اس قتل عام کے دوران گزشتہ ۴ دنوں میں ۴۰ افراد شہید کر دیئے گئے جبکہ گولہ باری اور فائرنگ سے سینکڑوں گاؤں تباہ ہو چکے ہیں اقوام متحدہ کی ایجنسی برائے پناہ گزین کے عہدیداروں نے تصدیق کی ہے کہ سربیائی افواج کے اپریشن کے دوران زندگی بچانے کی غرض سے ۴۰ ہزار سے زائد افراد گھربار چھوڑ گئے ہیں۔ اقوام متحدہ نے علاقے میں مبصرین بھیجنے کا اعلان کیا ہے تاہم امن فوج بھیجنے کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ یوگوسلاویہ فیڈریشن کے کوسوو صوبے میں البانوی نژاد مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

حیدر آباد دکن میں مسلم کش فسادات' شہر فوج کے حوالے

حیدر آباد دکن میں ہندوؤں نے حملہ کر کے مزید دو مسلمان شہید کر دیئے ہیں جس کے بعد مسلم کش فسادات میں جاں بحق ہونے والوں کی تعداد آٹھ ہو گئی ہے۔ شہر میں کرفیو نافذ کرنے کے بعد فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ گزشتہ دنوں ہندوؤں نے احتجاج کرنے والے مسلمانوں پر آتشیں اسلحہ اور خنجروں سے حملہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں چھ مسلمان شہید اور تیس زخمی ہو گئے تھے جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ حیدر آباد دکن میں ہر دوسرے سال کسی نہ کسی بہانے مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں اس مرتبہ شرارت ہندوؤں نے کی کہ انہوں نے ایک انتہائی دل آزار پمفلٹ شائع کیا جس میں اسلام کی توہین کی گئی تھی۔ مسلمانوں نے توہین آمیز پمفلٹ کے خلاف مظاہرہ کیا تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ ایک روز کی خاموشی کے بعد پھر دو مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے مکان جلا دیئے گئے۔ بھارتی حکومت نے حالات پر قابو پانے کے لئے شہر میں فوج کو بھیج دیا ہے۔

ترکی کے تعلیمی اداروں میں اسلامی شعائر پر پابندی

ترک حکومت نے اسلام پسندوں کے خلاف اپنی پالیسیوں کا دائرہ تعلیمی اداروں تک بڑھا دیا ہے اور آئندہ ایسے طلبہ کو جو داڑھی رکھیں گے اور ایسی طالبات جو سکارف پہنیں گی کو تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ یونیورسٹی کے انتظامی امور کی نگرانی کرنے والے ادارے اعلیٰ تعلیمی کونسل کے حکم میں کہا گیا ہے کہ ڈسپلن کے قیام کی خاطر آئندہ تعلیمی سال سے طالبات کو اپنے داخلہ فارموں کے ساتھ بغیر سکارف کے اور طلبہ کو بغیر داڑھی کے تصاویر جمع کرانا ہوں گی اور یہ حلف نامہ بھی دینا ہو گا کہ دوران تعلیم اپنا ظاہری حلیہ اسی طرح رکھیں گے۔ حکام نے ان پابندیوں کے خلاف احتجاج کرنے والے طلبہ کو فوراً تعلیمی اداروں سے نکال دینے کا اعلان کیا ہے۔ اسلامی ذہن کے حامل طلبہ نے ان تازہ احکام کے خلاف زبردست ردعمل ظاہر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حکومت ڈسپلن کے نام پر اسلام پسند طلبہ کو تعلیمی اداروں سے نکالنا چاہتی ہے۔ طلبہ نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ان غیر منصفانہ احکامات کے خلاف اپنے مظاہروں میں مزید اضافہ کریں گے۔

فلسطینی طلباء پر اسرائیلی نصاب نافذ کرنے کی تجویز

اسرائیل میں تعلیمی پالیسی بنانے والے ماہرین تعلیم کے ایک پینل نے سفارش کی ہے کہ مشرقی بیت المقدس میں مسلمان فلسطینی طلبہ پر اسرائیلی نصاب نافذ کر دیا جائے۔ وزارت تعلیم کے ڈائریکٹر جنرل کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ ۳۳ سکولوں میں ۲۵ ہزار مسلمان فلسطینی طلبہ کو وہی نصاب پڑھایا جائے جو دوسرے طالب علم پڑھتے ہیں۔ جلد ہی یہ تجویز اسرائیلی حکومت کے سامنے پیش کی جائے گی اگر تجویز منظور ہو جاتی ہے تو اس سے ۱۹۶۷ء سے نافذ نصاب میں تبدیلی کر دی جائے گی۔

افغانستان' زلزلے سے متاثرہ علاقے میں پانی و خوراک کی قلت

افغانستان کے زلزلے سے بچ جانے والے افراد کو اس وقت خوراک اور پانی کی شدید ترین قلت کا سامنا ہے زلزلہ آنے کے بعد اب تک ان افراد تک اقوام متحدہ کے اداروں نے بھی خوراک نہیں پہنچائی۔ اخبار نویسوں کا کہنا ہے کہ جب ہم نے اس علاقے کا دورہ کیا تو وہاں کے لوگ گدلا پانی پینے پر مجبور تھے۔ اقوام متحدہ کے ورکروں کا کہنا ہے کہ ہمیں ابھی تک خوراک پہنچانے کے لئے ہیلی کاپٹر میسر نہیں آ سکے۔ زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں پانی اور خوراک کی قلت کے علاوہ ہیضہ کی وبا پھیل جانے سے ہزاروں افراد کی ہلاکت کا خدشہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ سینکڑوں افراد شدید نوعیت کے ہیضے میں مبتلا ہیں اور یہ مرض دوسرے افراد میں بھی پھیلتا جا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں ملک کے شمالی علاقے میں شدید ترین زلزلہ آیا تھا جس کے نتیجے میں ۶۰۰۰ ہزار سے زائد افراد لقمۂ اجل بن گئے تھے۔

غذا اور ادویات کی قلت' ۴۲ عراقی بچے جاں بحق

عراق کے دارالحکومت بغداد میں گزشتہ دنوں غذا اور خوراک کی قلت کے باعث جاں بحق ہونے والے ۴۲ بچوں کے جنازے ایک بڑے جلوس کی صورت میں تدفین کے لئے لے جائے گئے۔ جنازہ کے جلوس میں مظاہرین نے امریکہ کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ واضح رہے امریکہ اور یورپی ممالک کی طرف سے لگائی جانے والی اقتصادی پابندیوں کے بعد عراق میں ادویات اور خوراک کی قلت کے باعث کئی افراد جاں بحق ہو رہے ہیں۔